

ویرانہ

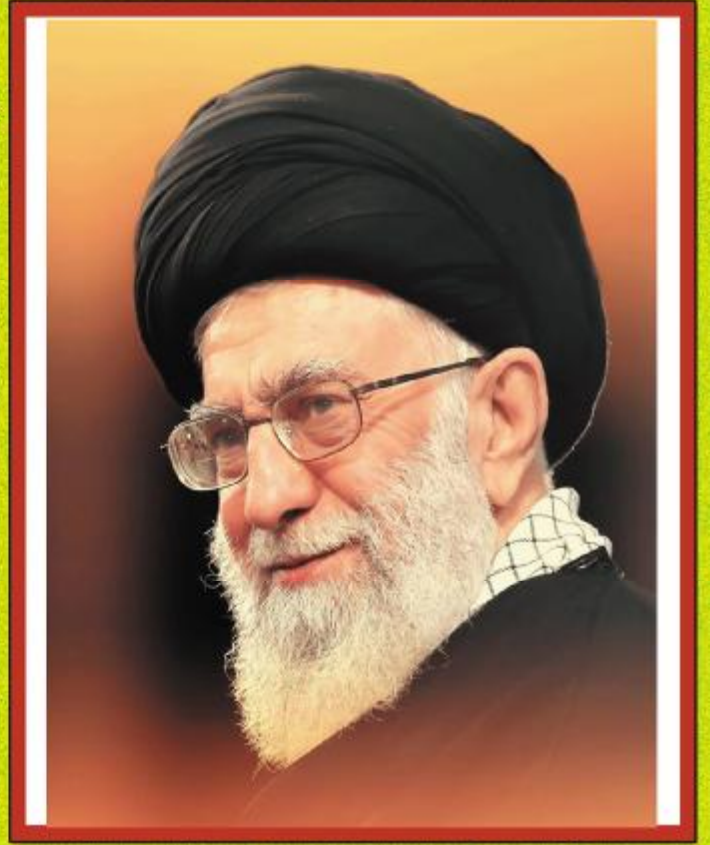
سہ ماہی مجلہ
عالم و دانش
پیارے

ماہ رجب المرجب ۱۴۴۱ھ مطابق مارچ ۲۰۲۰ء
خصوصی شمارہ امیر المؤمنینؑ نمبر



آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای:

حضرت علی علیہ السلام کی عدالت، مشہور عالم ہے یہاں تک کہ جب آپ کو شہید کیا گیا تو اس کا سبب بھی آپ کو عدالت کو بتایا گیا کہ علیؑ کو ان کی شدتِ عدالت کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔



حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دورِ خلافت میں، خلافت کے عہدوں پر ہمیشہ ان لوگوں کو معین کیا جو اس منصب کے حقدار تھے۔ اگر آپ نے ذرا بھی یہ محسوس کیا کہ کوئی عہدہ دار اپنے عہدہ کا استعمال صحیح طریقہ سے نہیں کر رہا ہے تو آپؑ نے فوراً اس کی جگہ دوسرے عہدہ

دار کو معین کیا تاکہ اسلامی نظام اچھی طرح ترقی کے مراحل طے کر سکے۔

محمد ابن ابی بکر، جو مولانا کے منہ بولے بیٹے تھے اور حیدرِ اصحاب میں شمار ہوتے تھے، حضرت علیؑ کے نزدیک معتبر بھی تھے لیکن جب حضرتؑ نے یہ محسوس کیا کہ محمد اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح نہیں نبھا رہے ہیں تو ان کی جگہ مالک اشتر کو منتخب کیا؛ محمد ابن ابی بکر نے اس بات کا شکوکہ کیا تو مولانا نے جواب دیا: "ایسا نہیں ہے کہ مجھ سے تمہارا اعتبار اٹھ گیا ہے، تم میری نظروں میں اب بھی وہی ہو جو پہلے تھے لیکن حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں تمہاری جگہ مالک اشتر کا انتخاب کرنا قرینِ عقل ہے۔"

یہ کوئی افسانہ نہیں بلکہ مولانا کا یہ کام ایک حقیقت کی عکاسی کر رہا ہے کہ مولاناؑ نے اسلامی نظام کو تقویت دینے کے لئے اپنے دل عزیز صحابی "محمد بن ابی بکر" کی جگہ "مالک اشتر" کو منتخب کیا اور آپؑ نے اس عمل کے ذریعہ یہ سمجھا دیا کہ نظام چلانے کے لئے رشتہ داری کا منہ نہیں دیکھا جاتا بلکہ صلاحیت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ن و القلم و ما يسطرون

اعلان حق میں خطرہ دارورسن تو ہے
لیکن سوال یہ ہے کہ دارورسن کے بعد !!

Quarterly Magazine
Payam e iLm o Danish
Delhi

Ameer ul Maumeneen

Special Issue –2020

سالانہ اشتراک

مبلغ / روپیہ - 500

مجلہ کی اشاعت میں آپ کے ذریعہ کی جانے والی
معاونت کے لئے ہم آپ کے شکر گزار رہیں گے۔
مجلہ کی اشاعت کے لئے آپ اپنا مالی تعاون
حیث ڈرافٹ یا بینکنگ کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔

سہ ماہی مجلہ

پیام علم و دانش دہلی

ماہ رجب ۱۴۴۱ھ بمطابق مارچ ۲۰۲۰ء

خصوصی شمارہ امیر المؤمنینؑ نمبر

جلد - ۱ شمارہ - ۲

ایڈیٹر: سید علی ظہیر نقوی

معاونین ایڈیٹر: مولانا غافر رضوی چھوٹی

حسن بن علی رضن نقوی

مجلس ادارت

سید غلام حیدر - ڈاکٹر عظیم امروہوی

شان حیدر بیباک - پروفیسر عزیز الدین حسین

پروفیسر عراق رضائیدی - سراج نقوی - نواب حسن

گزارش

اہل شعر و ادب اور اہل قلم حضرات سے گزارش ہے کہ وہ اپنی نگارشات ان پیج میں ٹائپ کر کے ہماری ایمیل آئی ڈی پر
ارسال فرمائیں۔

ناشر

علی ظہیر نقوی نے ادارہ علم و دانش کے زیر اہتمام شوبی آفیسٹ پریس کوچہ چیلان دریا گنج نئی دہلی سے چھوٹا کر سکینڈ فلور ۳۹۹، ذاکر نگر
(ویسٹ) اوکھلا سے شائع کیا۔

Add: 2nd floor-399. Zakir Nagar (west) Okhla New Delhi 110025

Emial: ilmodanish@gmail.com / aliznaqvi@rediffmail.com

Contact: 9968168766

فہرست مضامین

حضرت علیؑ کے اقوال و زریں..... ادارہ..... ۳۱
عدل، حکومت اور انسانی حقوق.....

کھ پر و فیر شاہ و سیم..... ۳۳
حضرت علیؑ غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں.....

کھ مولانا مہدی باقر معراج..... ۳۷

گوشہ نظم:

علیؑ علیؑ بولے..... کھ قیدی شینچوری..... ۳۹

مدحت علیؑ کی ہے..... کھ ماسٹر اظہر حیدری..... ۳۹

ناد علیؑ..... کھ عباس راہتی سرسوی..... ۴۰

علیؑ مولانا..... کھ شجاع امر و ہوی..... ۴۰

طلوع صادق..... کھ پیاک امر و ہوی..... ۴۱

منقبت..... کھ حسین ظہیر امر و ہوی..... ۴۱

آپ کے خطوط:

ہمارے علیؑ..... (کتاب کا تعارف)..... ۴۲

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ..... ۴۲

پیام علم و دانش پر تاثرات..... ۴۲



اداریہ..... ۳

پیغام..... (عالیجناب شاہد مہدی صاحب)..... ۴

گوشہ نشر:

حضرت علیؑ، واحد مولود کعبہ.....

کھ مولانا سید غافر رضوی چھو لسی..... ۵

ابوطالبؑ کے بیٹے..... (نظم)..... کھ افتخار عارف..... ۸

ابوطالبؑ کا لعل..... (نظم)..... کھ مولانا فلک چھو لسی..... ۸

حضرت علیؑ ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ.....

کھ ڈاکٹر ظفر الاسلام خان..... ۹

نچ البلاغہ ایک اہم عرفانی مآخذ.....

کھ پر و فیر عراق رضا زیدی..... ۱۵

حضرت علیؑ قرآنی آیات میں.....

کھ مولانا غلام حسین بلوری..... ۱۹

در علیؑ پر شہنشاہ عظیم نیپولین بونا پارٹ.....

کھ ڈاکٹر عظیم امر و ہوی..... ۲۳

حضرت علیؑ کی اساطیری شخصیت.....

کھ رضا علی عابدی لندن..... ۲۵

انسان کامل حضرت علیؑ کی حیات کامل.....

کھ مولانا مظفر سلطان ترائی..... ۲۷

نور مائیکرو فلم..... ادارہ..... ۳۰



سید علی ظہیر نقوی

کھ اداریہ

محترم قارئین.....

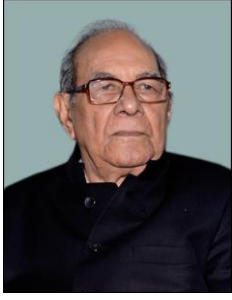
لوح و قلم کے مالک و قادر مطلق رب کریم کا شکر ہے کہ ہم پیام "علم و دانش" کا دوسرا خصوصی شمارہ "مولود کعبہ امیر المؤمنین حضرت علیؑ نمبر" اپنے قارئین کی علمی و فکری بصیرتوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ محرم کا خصوصی شمارہ آپ نے پسند کیا، ہماری حوصلہ افزائی فرمائی جس کے لئے ہم آپ کے مشکور ہیں۔

دنیا آج پھر پر آشوب دور سے گزر رہی ہے، ظالم آمرانہ طاقتیں انسانیت کو تاراج کر رہی ہیں، مظلوموں کو ان کے جائز اور بنیادی حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے، طاقت کے غلط استعمال نے کمزوروں کو اپنا محکوم بنا رکھا ہے۔ انسانیت کی تاراجی کے اس دور میں ضرورت اس بات کی ہے کہ زمانہ انسانی اقدار و انسانیت کی آبرو انسان کامل حضرت علیؑ کے کردار و افکار سے آشنا ہو جنہوں نے اپنی مثالی زندگی پیش کر کے تاریکیوں میں علم کی قندیلوں کو روشن کیا ہے۔

وصی رسولؐ امیر المؤمنین حضرت علیؑ کے سلسلہ میں خود رسول اسلامؐ کا فرمان ہے "میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں" یعنی شہر علم تک پہنچنے کے لئے در علیؑ تک پہنچنا لازم ہے، اس امر سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مولائے کائنات امیر المؤمنینؑ کے پاس جو علم تھا وہ کتنا لامحدود تھا! امیر المؤمنین حضرت علیؑ نے اپنے علم کے بارے میں خود فرمایا: "پوچھ پوچھ لو اس سے قبل کہ میں اس دنیا سے چلا جاؤں، میں زمین سے زیادہ آسمان کے راستوں کا علم رکھتا ہوں۔"

نہج البلاغہ جو آپ کے خطبات، ارشادات و مکتوبات کا گراں قدر سرمایہ ہے، اس میں پوشیدہ چھوٹے چھوٹے حکمت آمیز جملے حضرت علیؑ کے علمی انکشافات کے مظہر ہیں، نہج البلاغہ میں آپ کے ارشادات کو پڑھ کر مولائے علیؑ کے علم کی کوئی حد معین نہیں کی جاسکتی کہ آپ کا علم کس شعبہ سے تعلق رکھتا تھا۔ انسانیت حضرت علیؑ کے ذریعہ متعارف کرائے گئے سائنسی اور جدید علوم کی مرہون منت ہے جن کو انسانی تاریخ میں پہلی بار آپ نے متعارف کرایا تھا۔

ہمیں مولائے عالم کائنات مولود کعبہ حضرت علیؑ کے یوم ولادت کو "یوم علم" کے طور پر منانا چاہئے اور باب علم سے وابستہ حضرت علیؑ کے شیدائیوں کو علم کی دولت سے مالا مال ہونا چاہئے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ہماری عقیدتوں کے سب دعوے جھوٹے ہیں! والسلام



مکرمی علی ظہیر نقوی صاحب..... آداب

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ کے مجلہ "علم و دانش" کا اگلا شمارہ، حضرت علیؑ نمبر ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ اس شمارہ میں آپ حضرت علیؑ کے وہ اقوال اور فرمودات پیش کرنے کی کوشش کریں گے، جن کی اہمیت ہمارے زمانہ میں اور بھی بڑھ گئی ہے۔

حضرت علیؑ علیہ السلام کو رسول اکرم ﷺ نے اپنے علم کے شہر کا دروازہ کہا تھا "أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ بَابُهَا"۔

عرصہ پہلے مومنین کی ایک مجلس میں، میں نے ایک تجویز دی تھی کہ حضرت علیؑ کی ولادت کا جشن "علی ڈے" یومِ تعلیم کے طور پر منایا جائے!۔

جن طالب علموں کی دسترس نہج البلاغہ تک ہے، وہ قابلِ تعریف ہیں؛ لیکن عام طالب علموں تک حضرت علیؑ کے اقوال کو پہنچانا، ضروری ہے۔

اس ضمن میں مختصر اور سلیس کتابچوں کا ذکر مناسب ہوگا: "جائے حضرت علیؑ نے کیا کہا!"۔ از: شاہد حسین میثم نونہروی۔ اور "حضرت علیؑ نے فرمایا"۔ مرتبہ: شاہدہ بیگم۔ آپ کے رسالہ کے ذریعہ اگر حضرت علیؑ کے وہ اقوال جن پر آج دنیا میں عمل کی ضرورت ہے، عام پڑھنے والوں تک پہنچ جائیں تو یہ قوم اور ملک کی بڑی خدمت ہوگی!۔

والسلام:

شاہد مہدی (چانسلر جامعہ ہمدرد دہلی؛ سابق وائس چانسلر جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی)

آپ، خزانہ
کے ساتھ
جامعہ ہمدرد
سابقہ وائس چانسلر
جامعہ ملیہ اسلامیہ

حضرت علی علیہ السلام، واحد مولود کعبہ



مولا ناسید غافر رضوی چھو لسی

اقتصادی اعتبار سے اس کی طوطی بول رہی ہے تو وہ شہر بلکہ ملک کے سب سے اعلیٰ درجہ کے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرتا ہے اور اس اسپتال کے ہر ڈاکٹر اور نرس کو خصوصی ہدایات دی جاتی ہیں کہ یہ فلاں صاحب کی شریک حیات ہیں، ان کا علاج اور ہر ٹیسٹ بحسن و خوبی انجام دیا جائے، انہیں کسی طرح کی پریشانی نہ ہو، دیکھو ان کا ہر اعتبار سے خیال رکھنا وغیرہ...

اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ اس مرحلہ (ولادت) سے معاشرہ کی تقریباً ۹۹ فیصد خواتین کو گزرنا رہتا ہے (کیونکہ ایک فیصد ایسی خواتین ہیں جو عذر شرعی کی بنیاد پر بچہ پیدا نہیں کر سکتیں یا اپنی خود غرضی کے تحت اور اپنے حسن کی حفاظت کی خاطر اس مرحلہ سے نہیں گزرنا چاہتیں، حالانکہ جان بوجھ کر بچے پیدا نہ

کرنا قانون قدرت کی خلاف ورزی اور آیات و روایات سے سرپیچی کرنا ہے)۔

چنانچہ یہ مرحلہ (امام علیؑ کی ولادت) جناب فاطمہ بنت اسد کے ساتھ بھی پیش آیا، فاطمہ بنت اسد، دردِ زہ میں مبتلا ہیں، ان کے چہرہ کارنگ زرد ہو رہا ہے اور اپنی شریک حیات کی حالت دیکھ کر ابوطالبؑ بھی بیقرار نظر آ رہے ہیں! اب ابوطالب کیا کریں؟ کون سا اسپتال ہے جس میں ابوطالب فاطمہ بنت اسد کو ایڈمٹ کریں! یہ سب مناظر خداوند عالم دیکھ رہا تھا اور اس کا ارادہ یہ تھا کہ

''اس ناقابل انکار حقیقت پر چاہے جتنے انکار کے بادل چھا جائیں لیکن یہ حقیقت آفتاب کی مانند تابناک رہے گی کہ مولود کعبہ، علی کے سوا کوئی بھی نہیں ہے'' یہی سبب ہے کہ پوری کائنات اور بالخصوص امت مسلمہ کے تمام فرقوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ مولود کعبہ صرف اور صرف ذات علی ابن

ابیطالب علیہا السلام ہے، نہ تو ان سے پہلے کوئی کعبہ میں پیدا ہوا اور نہ ہی ان کے بعد''۔ تمام علمائے اسلام اس حقیقت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہیں کیونکہ: ''اس روایت میں تو اتر پایا جاتا ہے کہ مولا علیؑ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی'' (۱)۔

اسی لئے ہم علماء اسلام کی تحریروں سے یہ ثابت کریں

گے کہ یہ فضیلت نہ تو علی سے پہلے کسی کو نصیب ہوئی اور نہ ہی علی کے بعد کسی کا مقدر اتنا اچھا ہوا کہ اس کا زچہ خانہ بیت الہی قرار پائے!۔ نوع بشر کی فطرت میں شامل ہے کہ ہر انسان اپنے بچہ کی پیدائش کے لئے اپنی شریک حیات کو حسب استطاعت اسپتال میں ایڈمٹ کرتا ہے یعنی ہر انسان اپنی چادر کے مطابق پیر پھیلاتا ہے، اگر کوئی انسان مالی اعتبار سے کمزور ہے تو وہ اپنی بیوی کو معمولی اسپتال میں بھرتی کرتا ہے، اگر مال و دولت کے اعتبار سے متوسط الحال ہے تو میڈیکل کلاس ہاسپٹل میں ایڈمٹ کرتا ہے اور اگر



جیسا عظیم بچہ ہے ویسا ہی ارفع و اعلیٰ مقام ولادت ہونا چاہئے؛ لہذا فاطمہ بنت اسد کو کعبہ میں دعوت دی گئی کہ اگر اسپتال موجود نہیں ہے تو کیا ہوا! میں اس بچہ کی ولادت ایسے مقام پر کراؤں گا کہ دنیائے انسانیت انگشت بدنداں رہ جائے گی۔

اس واقعہ کو ابن مغازلی شافعی نے کچھ اس انداز سے قلمبند کیا ہے: "جب فاطمہ بنت اسد، دروزہ میں مبتلا ہوئیں تو ابوطالب ان کی حالت سے بہت مضطرب ہوئے، اسی اثناء میں پیغمبر اسلامؐ تشریف لائے اور اپنے چچا کا اضطراب دیکھ کر سوال کیا: عمو جان! آپ اتنے مضطرب کیوں نظر آ رہے ہیں؟ ابوطالب نے جواب دیا: بنت اسد دروزہ میں مبتلا ہیں ان کی حالت نے مجھے مضطرب کر دیا ہے، آپؐ نے فرمایا: چچا جان! پریشان نہ ہوں اور میرے ساتھ خانہ کعبہ کی جانب چلیں، حضور اکرمؐ، اپنے چچا اور چچی کو خانہ خدا کی جانب لے گئے اور خانہ کعبہ کے اندر جا کر فاطمہ بنت اسد سے فرمایا: اجلسی (یا عمتی!) علی اسم اللہ" یعنی (اے چچی جان!) اللہ کا نام لیکر بیٹھ جائیں، (یہ کہہ کر آپؐ اور ابوطالب کعبہ سے باہر آ گئے) بنت اسد کے دردِ ولادت میں اضافہ ہوا اور انھوں نے ایسے خوبصورت اور حسین بچہ کو جنم دیا کہ میں نے ابھی تک اتنا حسین بچہ نہیں دیکھا تھا، ابوطالب نے اس بچہ کا نام "علی" رکھا اور پیغمبر اکرمؐ اس بچہ کو اپنی آغوش میں لیکر فاطمہ بنت اسد کے گھر چلے گئے" (۲)۔

حافظ گنجی شافعی کا بیان ہے: "علی کی ولادت، ۳۱ رجب ۳۰ عام الفیل، شب جمعہ، مکہ میں خانہ کعبہ کے اندر ہوئی؛ ایسا واقعہ نہ تو ان سے پہلے پیش آیا اور نہ ہی ان کے بعد، علی کی یہ اچھوتی فضیلت ان کے مقام و مرتبہ کی دلیل ہے" (۳)۔

ابن صباغ مالکی رقمطراز ہیں: "خداوند عالم نے علی کو یہ فضیلت ان کے مقام و شرف کے پیش نظر عطا فرمائی ہے اور یہ فضیلت صرف انہیں سے مخصوص ہے" (۴)۔

علامہ محمد مبین انصاری حنفی تحریر کرتے ہیں: "علی کی ولادت خانہ کعبہ کے اندر ہوئی، اور یہ فضیلت کسی کو بھی نصیب نہ ہو سکی کہ اتنے مقدس مقام پر ولادت ہو" (۵)۔

صفی الدین حضرمی شافعی رقمطراز ہیں: "علی کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی، یہی وہ پہلا اور آخری بچہ تھا جس کے قدم اس فضیلت نے بڑھ کر چوم لئے" (۶)۔

باس محمود عقاد مصری تحریر کرتے ہیں: "علی، خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے، اور خداوند عالم نے ان پر یہ عنایت کی کہ آپؐ نے کبھی بھی بتوں کے سامنے سر نہیں جھکایا" (۷)۔

محمد آلوسی کچھ اس انداز سے تحریر کرتے ہیں: "جی ہاں! کتنی بہترین بات ہے کہ خداوند عالم نے یہ ارادہ کیا کہ اماموں کے امام اور رہبروں کے رہبر و مقتدی کی ولادت ایسے مقدس مقام پر ہو جو مومنین کا قبلہ ہو (کیونکہ امام کا وجود، مومنین کے قلوب کا قبلہ ہوتا ہے) حمد و ثناء ہے اس پر و درگاہ کی جو ہر چیز اور ہر شخص کو اس کے مخصوص مقام پر قرار دیتا ہے اور وہ بہترین حاکم ہے" (۸)۔ ابن شہر آشوب کا بیان ہے: "پاکیزہ نسل سے پاکیزہ بچہ، پاکیزہ مقام پر پیدا ہوا، یہ فضیلت کس کو نصیب ہوتی ہے؟ (جو علی کو نصیب ہوئی!) کیونکہ بارگاہوں میں سے مقدس بارگاہ خانہ خدا ہے اور سب سے مشرف کعبہ مکرمہ ہے؛ ایسے مقدس مقام پر علی کے سوا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا لہذا جہاں تک ممکن تھا علی سب سے زیادہ

مقدس مقام پر پیدا ہوئے" (۹)۔

شاہ ولی اللہ دہلوی، کچھ یہ انداز اپناتے ہیں: "متواتر روایات سے ثابت ہے کہ علی، تیرہ رجب ۳۰ عام الفیل، جوف خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے، اس مقام پر نہ تو آپؐ سے پہلے کسی کی ولادت ہوئی اور نہ ہی بعد میں" (۱۰)۔ غرض یہ کہ علی کا خانہ کعبہ میں

شاہ ولی اللہ دہلوی، کچھ یہ انداز اپناتے ہیں: "متواتر روایات سے ثابت ہے کہ علی، تیرہ رجب ۳۰ عام الفیل، جوف خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے، اس مقام پر نہ تو آپؐ سے پہلے کسی کی ولادت ہوئی اور نہ ہی بعد میں"

پیدا ہونا مسلم الثبوت امور میں سے ہے اور اس موضوع پر بحث کرنا گویا سورج کو دیاد کھانا ہوگا، اور اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ اس کو اکثر علماء اہل سنت نے نقل کیا ہے، کچھ علماء کی تحریروں کو

قلمبند کیا جا چکا ہے اور کچھ علماء کے حوالے دیئے جا رہے ہیں، صاحبانِ ذوق مراجعہ کر سکتے ہیں مثلاً: مسعودی کی کتاب "مروج الذهب"، ابن جوزی کی کتاب "مذکر الخواص الاثمة"، علی حلبی کی کتاب "سیرۃ النبویہ"، قاری حنفی کی کتاب "شرح شفاء"، ابن طلحہ شافعی کی کتاب "مطالب السؤل"، علاء الدین سکوتوری کی کتاب "محاضرة الدواکل"، محمد بدخشی کی کتاب "مفتاح النبی فی مناقب آل عبا"، محمد صالح کی کتاب "المناقب"، عبدالحق دہلوی کی کتاب "مدارج النبوة"، عبد الرحمن صفوری شافعی کی کتاب "نزهة المجالس"، شاہ محمد حسین چشتی کی کتاب "آئینہ تصوف"، احمد بردوانی کی کتاب "روایح المصطفیٰ"، حبیب اللہ کی کتاب "کفایۃ الطالب"، وغیرہ اہل سنت علماء کی ایسی اہم اور معتبر کتابیں ہیں جن کے اسماء سر فہرست ہیں۔

آیات و روایات سے ثابت ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے ہی دیا جاتا ہے، جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے: (کیا احسان کا بدلہ، احسان کے سوا بھی کچھ ہے!) (۱۱)۔

اس آیت میں خداوند عالم نے استفہامیہ انکاری کا لہجہ اپنایا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ (احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ نہیں ہوتا) لہذا علی نے بھی اس سنت کو عملی جامہ پہناتے ہوئے ایسا کام انجام دیا کہ علی کے اس کام کو تاریخ نے اپنے دامن میں جگہ دی اور وہ کام مشہور عالم ہو گئی۔

محمد آلوسی کچھ اس انداز سے بیان کرتے ہیں: "مردم ہے کہ علی کے دل میں یہ تمنا تھی کہ وہ اپنا زچہ خانہ (خانہ کعبہ) بتوں کی نجاست سے پاک کر دیں، چنانچہ بعض روایتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ نے پروردگار کے حضور شکایت کی کہ پروردگار! آخر کب تک میرے ارد گرد بتوں کی پرستش ہوتی رہے گی!؟ میرے اطراف سے بتوں کی نجاست ختم کر دے، خداوند عالم نے جواب دیا: غنقریب یہ جگہ بتوں کی نجاست سے پاک ہو جائے گی؛ لہذا خدا کے اس جواب کو علی نے عملی جامہ پہنایا، آپ ہی وہ ہیں جنہوں نے بت شکنی کے لئے ایسی جگہ قدم رنجہ فرمایا جہاں دستِ خدا برقرار تھا" (۱۲)۔

علامہ رضا ہندی نے اس واقعہ کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے، جن کا مفہوم کچھ یوں ہے: "جب خداوند عالم نے عہد قدیم میں آپ کو خانہ کعبہ میں پیدا ہونے کے لئے پکارا تو آپ نے اس کی آواز پر لبیک کہا، اور قریش میں سے آپ ہی نے خانہ کعبہ کو بتوں کی نجاست سے نجات دلائی (اور احسان کا بدلہ احسان کے ذریعہ ہی دیا) اور اس کے ذریعہ خداوند عالم کا شکر یہ ادا کیا"۔ (۱۳)

اتنے ثبوتوں کے بعد تو کوئی دلیل و حجت کا مقام باقی نہیں رہتا کہ یہ سب شواہد ہونے کے باوجود بھی کوئی شخص اس فضیلت سے انکار کرے کہ علی کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی ہے! اور یقیناً اگر کوئی فرد بشر اس موضوع میں شک کرتا ہے تو وہ شخص تمام عقلاء اور علماء عالم کے نزدیک بیوقوف اور جاہل کے لقب سے نوازا جائے گا کیونکہ وہ آفتاب کی تمازت کے باوجود، سورج کے وجود سے انکار کر رہا ہے اور اس کی روشنی سے مستفیض ہونے کے باوجود، نور کا منکر ہے؛ پالنے والے ہمیں آخری دم تک راہ ہدایت اور راہ حق و حقیقت پر گامزن رکھنا۔ (آمین) والسلام علی من اتبع الهدی۔

حوالہ جات: (۱) مستدرک حاکم نیشاپوری: ج ۳، ص ۵۵۰ (۲) مناقب ابن مغازی: ج ۶، ص ۳۰؛ الفصول المسمیہ: ص ۳۰۔ (۳) کفایۃ الطالب: ص ۳۰۷۔ (۴) الفصول المسمیہ: ص ۳۰۔ (۵) وسیلۃ النجاة: ص ۶۰، اشاعت لکھنؤ: (۶) وسیلۃ المال: ص ۲۸۲۔ (۷) عبقریۃ الامام علی: ص ۲۳۔ (۸) الغدير: ج ۶، ص ۲۲۔ (۹) مناقب ابن شہر آشوب: ج ۲، ص ۷۵۔ (۱۰) ازالۃ الخفاء: ج ۲، ص ۲۵۱۔ (۱۱) سورۃ رحمن ۲۶۔ (۱۲) شرح الخریة فی شرح قصیدۃ العینیۃ: ص ۷۵۔ (۱۳) دیوان سید رضا ہندی: ص ۲۵۔

☆☆☆

قطعہ فارسی

تا صورت	پیوند	جہان بود،	علی بود
تا نقش	زمین بود،	زمان بود،	علی بود
هم آدم و هم شیث و هم ایوب و هم ادريس			
هم یوسف و هم یونس و هم هوذ،			علی بود

شمس تبریز

☆☆☆



ابوطالبؑ کا لعل

مولا نفلکؑ چھو لی

تیرہویں ماہِ رجب میں یوں ہوا ضو بار چاند
عظمتِ بیتِ الہی کو لگے ہیں چار چاند
مسکرائی آمدِ حیدر پہ دیوارِ حرم
اے خوشا! رکھا علیؑ نے مسکراہٹ کا بھرم
غنیچہ گلو کھلا بنتِ اسد کی گود میں
نورِ وحدت بھر گیا بنتِ اسد کی گود میں
پاسبانِ قلعہ توحید یزداں آگیا
حامی کل بعثتِ ختم رسولاں آگیا
خانہ حق میں امامت کا نیا در کھل گیا
ہنس کے دیوارِ حرم بولی: علیؑ کا شکریہ
بُت کدہ میں گونج اٹھا قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
شکر اس معبود کا جس نے لقب پایا صمد
نکبتِ عصمت سے مہکی ہے فصیلِ بیتِ حق
چھا گیا کچھ نور ایسا، کفر کا چہرہ ہے فق
آج چہرہ مل گیا والفجر کی تفسیر کو
راہِ روشن مل گئی والشمس کی تقدیر کو
جوفِ کعبہ میں چمک اٹھا ابوطالبؑ کا لعل
کالے دل والوں کا اب ہو جائے گا جینا محال
خانہ کعبہ کی گودی میں نظر آیا فلک
صورتِ حیدرؑ اتر کر فرش پر آیا فلک



ابوطالبؑ کے بیٹے

مختار عارفؑ

جبینِ وقت پر لکھی ہوئی سچائیاں روشن رہی ہیں
تا ابد روشن رہیں گی

خدا شاہد اور وہ ذات شاہد ہے کہ جو وجہِ اساسِ انفس و آفاق ہے
اور خیر کی تاریخ کا وہ بابِ اول ہے

ابد تک جس کا فیضانِ کرم جاری رہے گا
یقین کے آگہی کے روشنی کے قافلے ہر دور میں آتے رہے ہیں

تا ابد آتے رہیں گے

ابوطالبؑ کے بیٹے حفظ ناموس رسالت کی روایت کے امین تھے
جان دینا جانتے تھے

وہ مسلم ہوں کہ وہ عباس ہوں عوں و محمد ہوں علی اکبر ہوں قاسم ہوں
ہوں علی اصغر ہوں حق پہچانتے تھے

لشکرِ باطل کو کب گردانتے تھے

ابوطالبؑ کے بیٹے سر بریدہ ہو کے بھی اعلانِ حق کرتے رہے ہیں
ابوطالبؑ کے بیٹے پابجولاں ہو کے بھی اعلانِ حق کرتے رہے ہیں
ابوطالبؑ کے بیٹے صرف زنداں ہو کے بھی اعلانِ حق کرتے رہے ہیں

مدینہ ہو نجف ہو کربلا ہو کاظمین و سامرہ ہو مشہد و بغداد ہو

آلِ ابوطالبؑ کے قدموں کے نشان

انسانیت کو اس کی منزل کا پتہ دیتے رہے ہیں

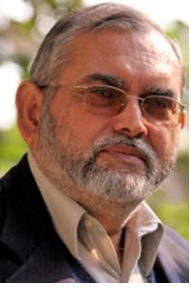
تا ابد دیتے رہیں گے

ابوطالبؑ کے بیٹوں اور غلامانِ علی ابنِ طالبؑ میں ایک نسبت رہی ہے

محبت کی یہ نسبت عمر بھر قائم رہے گی

تا ابد قائم رہے گی





حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

کھجڑا کٹر ظفر الاسلام خان (چیئر مین دہلی مائٹرز کمیشن)

فاطمائیں کا قافلہ کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ رات کو چلتے اور دن میں کہیں چھپ جاتے۔ یوں حضرت علیؑ مدینہ کے پاس کی بستی قبا پہنچے جہاں حضور پاکؐ ان کا انتظار کر رہے تھے۔ اس سفر میں حضرت علیؑ، جن کی عمر اس وقت ۲۲ سال تھی کے پیر سوچ گئے تھے اور ان سے خون بہہ رہا تھا۔ حضور پاکؐ ان کو اپنے گھر لے گئے۔ انصار و مہاجرین کی مواخات کے برعکس حضور پاکؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی بنایا یعنی دونوں بھائی مہاجر تھے۔ حضور پاکؐ نے اس موقع پر حضرت علیؑ سے کہا: انت اخي في الدنيا والاخرة یعنی تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

اگلے سال حضور پاکؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا داماد بھی بنالیا۔ یوں وہ سیدۃ النساء الجنۃ کے شوہر بھی ہوئے اور سید اشباب اہل الجنۃ کے والد ماجد بھی ہوئے۔ خیبر جب فتح نہیں ہو پا رہا تھا تو حضرت علیؑ نے ہی اسے فتح کیا اور اسد اللہ کے لقب سے موسوم ہوئے۔ وہ تمام غزوات میں شریک رہے ماسوائے غزوہ تبوک کے جس کے دوران آپ کو مدینہ میں حضور پاکؐ نے نائب کی حیثیت سے متعین کیا۔ غزوہ بدر میں پہلے نکلنے والے تین کافر سوراؤں میں سے ایک کو آپ نے واصل جہنم کیا۔ غزوہ خندق میں عرب کے مشہور پہلوان عمرو بن عبدود نے جب خندق پار کر کے مسلمانوں کو لاکار تو حضرت علیؑ نے ہی اس کا چیلنج قبول کیا اور اس کی گرن اڑائی۔ غزوہ خیبر میں یہودی پہلوان مرحب کا سر بھی آپ ہی نے قلم کیا۔ فتح مکہ کے بعد حضور پاکؐ نے خانہ کعبہ کے اندر اور باہر بتوں کے بڑے بڑے اڈوں کو توڑنے کا کام بھی حضرت علیؑ کو دیا۔ حدیث مبالغہ اور حدیث کساء میں آیا ہے کہ حضور پاکؐ نے فرمایا کہ علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ ان کے اہلبیت یعنی خاندان والے ہیں۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الشریف جامع کمالات تھے۔ وہ نوجوانوں اور مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے تھے۔ حضرت انس بن مالک کی روایت کے مطابق حضور پاکؐ کی بعثت پیر کے روز ہوئی اور حضرت علیؑ ایک دن بعد یعنی منگل کو ایمان لائے۔ اس وقت آپ کی عمر مشکل سے آٹھ یا دس سال تھی۔ حضرت علیؑ کو دنیا میں فرد واحد ہونے کا شرف حاصل ہے جن کی پیدائش خانہ کعبہ کے اندر ہوئی۔ اسی وجہ سے ان کو «مولود کعبہ» بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح حضرت علیؑ حضور پاکؐ اور سیدہ خدیجہؑ کے ساتھ نماز پڑھنے والے اول شخص تھے۔

چونکہ حضور پاکؐ کے چچا حضرت ابوطالب کثیر العیال تھے اس لئے حضور پاکؐ ﷺ نے حضرت علیؑ کو گود لے لیا تھا اور آپ ہی کے سایہ عاطفت میں حضرت علیؑ کی پرورش ہوئی۔ جب حضور پاکؐ مدینہ جانے پر مجبور ہوئے تو ان کی چار پائی پر حضرت علیؑ ہی سوئے۔ روایات میں آیا ہے کہ حضور پاکؐ نے ہجرت سے قبل اس وقت مکہ میں موجود صحابہ کرام سے پوچھا کہ میرے بستر پر کون سوئے گا تو کسی نے جواب نہیں دیا ماسوا حضرت علیؑ کے جنہوں نے تین بار کہا: «میں سوؤں گا»۔ قریش حضور پاکؐ کو قتل کرنے کا قطعی منصوبہ بنا چکے تھے۔ ایسے حالات میں حضرت علیؑ کا یہ فیصلہ ان کی حضور پاکؐ سے انتہائی محبت اور ان کے لئے جان دینے کے لئے تیار رہنے کی دلیل تھا۔

حضرت علیؑ نے حضور پاکؐ کی ہجرت کے صرف تین دن بعد مدینہ ہجرت کی۔ آپ کے ساتھ ہجرت میں خاندان قریش کی تین فاطمائیں بھی شریک تھیں «فاطمہ بنت اسد، فاطمہ بنت محمدؐ اور فاطمہ بنت زبیر»۔ اسی لئے اس قافلہ کو ركب الفواطم یعنی

۱۸ ذی الحجہ ۱۰ھ کو حجۃ الوداع کے بعد مدینہ واپس آتے ہوئے حضور پاکؐ غدير خم (خم کا کنواں) کے پاس رکے اور وہاں فرمایا: "من كنت مولاه فعلى مولاه" (میں جس کا دوست ہوں، علیؑ)

بھی اس کے دوست ہیں۔) اس حدیث پاک سے کسی کو انکار نہیں۔ ہمارے شیعہ بھائی اس حدیث کو حضرت علیؑ کے امام و خلیفہ ہونے کا اعلان سمجھتے ہیں جبکہ اہلسنت اس کو حضرت علیؑ کی عظمت اور حضور پاکؐ سے انتہائی قربت کا اعلان سمجھتے ہیں۔ حضور پاکؐ نے فرمایا: "انا مدینۃ

بھی سبائی لولہ بعد میں نواصب یا خوارج کے نام سے معروف ہوا اور آج کے القاعدہ اور الدولۃ الاسلامیہ (ISIS یاداعش) کے دہشت گرد انہی کی ناجائز اولاد ہیں جنہوں نے اسلام، مسلمانوں اور عالم اسلام کو بدنام اور تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

الحکمة و علی بابہا" (میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے)۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضور پاکؐ نے افقہ الناس اور اقصى الناس کہا تھا یعنی دین کو سب سے زیادہ سمجھنے والا اور سب سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والا۔ حضور پاکؐ نے یہ بھی فرمایا: "علیؑ سے کوئی منافق محبت نہیں کر سکتا اور ان سے کوئی مومن بغض نہیں کر سکتا"۔ حضرت سعید الخدری کا کہنا ہے کہ ہم لوگ منافقین کو حضرت علیؑ سے ان کی نفرت کی وجہ سے پہچان لیا کرتے تھے۔ آپ کرم اللہ وجہہ کے بارے میں حضور پاکؐ نے فرمایا: "اے علیؑ! تیری وجہ سے دو گروہ جہنم میں جائیں گے، ایک تیرے ساتھ محبت میں غلو کرنے والا اور دوسرا تیرے ساتھ دشمنی میں غلو کرنے والا"۔ جب خارجیوں نے آپ کا نام بگاڑنا چاہا تو مسلمانوں نے حضرت علیؑ کو "کرم اللہ وجہہ" (اللہ آپ کے چہرہ کو باعزت کرے) کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا جو کہ صحابہ کرام میں سے صرف حضرت علیؑ کے لئے مخصوص ہے۔ کرم اللہ وجہہ کے لقب کی ایک توجیہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت علیؑ نے کبھی کسی بت کی پوجا نہیں کی۔ خارجیوں میں سے ایک شخص عبدالرحمن بن ملجم نے حضرت علیؑ پر ۱۹/ رمضان ۴۰ھ میں اپنی زہریلی تلوار سے حملہ کر دیا۔ آپ اس زخم سے جانبر نہ ہو سکے اور اکیس رمضان میں شہادت پائی۔

آپ کرم اللہ وجہہ صحابہ کرام میں سب سے بڑے عالم، سب سے بڑے فقیہ اور سب سے زیادہ فصیح تھے۔ اس بات کی گواہی نچ البلاغہ کا ایک ایک جملہ دیتا ہے۔ سوائے سلسلہ نقشبندیہ کے، باقی تمام صوفی مذاہب حضرت علیؑ پر جا کر ختم ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں تقریباً تمام صوفی طریقے آپ ہی سے شروع ہوتے ہیں۔ حضرت علیؑ نے ساری زندگی عیش و عشرت پر فقر و فاقہ کو ترجیح دی حالانکہ اسلام میں داخل ہونے والوں میں سابقین و اولین کی حیثیت رکھنے کی وجہ سے آپ کو بیت المال سے حضور پاکؐ کے چچا حضرت عباس کے بعد سب سے زیادہ وظیفہ

ملتا تھا۔ روایات میں آیا ہے کہ بعض سالوں میں آپ نے صرف زکات میں ۴۰ ہزار دینار خرچ کئے اور اللہ پاکؐ کے حکم کہ "قل العفو" یعنی جو تمہاری ضرورت سے بچ جائے اسے خرچ کرو، کی تعمیل میں آپ جلد از جلد اپنی دولت خیرات و صدقات میں خرچ کر دیتے۔

حضور پاکؐ کے انتقال کے بعد خلافت کے لئے سب سے مناسب اور سب سے زیادہ حقدار حضرت علیؑ ہی تھے۔ اگر وہ اس وقت خلیفہ بن گئے ہوتے تو امت کو حضور پاکؐ کے بعد ۳۰ سال متواتر ایک بہترین حاکم نصیب ہوا ہوتا جس کی وجہ سے وہ بہت سا خلفشار پیدا نہ ہوتا جس کی ابتدا حضرت عثمان کے زمانہ سے ہوئی اور جس کے اثرات آج تک باقی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر حضرت علیؑ خلیفہ اول ہو گئے ہوتے تو شیعہ سنی مسئلہ بھی پیدا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے عالم اسلام میں صدیوں خلفشار رہا ہے اور آج بھی ہے۔ بہر حال! تاریخ کے واقعات بہت سے عوامل کی وجہ وقوع پذیر ہوتے ہیں جن کے بارے میں ہم آج صرف تبصرہ ہی کر سکتے ہیں، بدل نہیں سکتے۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت علیؑ کے حق خلافت کو نظر انداز کیا گیا لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنے سے پہلے تینوں خلفاء کے ساتھ عمدہ سلوک روا رکھا اور سب کے معین و مشیر رہے۔ حضرت ابو بکر کے زمانہ میں آپ اموال خمس کی

تقسیم کے متولی تھے اور مرتدین کی سرکوبی کے لئے بھیجی جانے والی فوج کے قائد بھی۔ اسی طرح حضرت علیؑ نے حضرت عمر

فاروق کے عہد خلافت

میں حکومت وقت کے

ساتھ پورا تعاون کیا بلکہ

قاضی مدینہ کا عہدہ بھی

سنجالا جو آج چیف

جسٹس کے برابر ہے۔

حضرت عثمان ذی

النورین کے زمانہ میں

بھی آپ کا تعاون

برقرار رہا یہاں تک کہ

سنہ ۳۵ھ میں آپ

چوتھے خلیفہ بنے اور

اگلے پانچ سال تین ماہ تک خلیفہ رہے۔

خلافت قبول کرنے کے تیسرے ہی روز حضرت علیؑ نے سبائی

سازشی ٹولہ کو مدینہ سے نکلنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے وہ حضرت

علیؑ کی جان کے دشمن ہو گئے۔ یہ وہی

لوگ ہیں جن کی وجہ سے حضرت علیؑ

کو لڑائیاں لڑنی پڑیں حالانکہ اگر انہیں

امن و سکون میسر ہوا ہوتا تو عالم اسلام کا

رقبہ پہلے سے کہیں زیادہ وسیع ہو جاتا۔

یہی سبائی ٹولہ بعد میں نواصب یا

خوارج کے نام سے معروف ہوا اور آج

کے القاعدہ اور الدولۃ الاسلامیہ

(ISIS یا داعش) کے دہشت گردانہی

کی ناجائز اولاد ہیں جنہوں نے اسلام، مسلمانوں اور عالم اسلام کو

بدنام اور تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

حضور پاکؐ کے انتقال کے بعد پہلے سعد بن عبادہ نے خلیفہ ہونے کا

دعویٰ کیا لیکن پھر حضرت ابوبکرؓ پر اکثر صحابہ کا اتفاق رائے ہوا۔

حضرت علیؑ اور ان کے کچھ مؤید صحابہ کا خیال تھا کہ حضرت علیؑ

خلافت کے لئے موزوں ترین شخص ہیں لیکن افسوس ہے کہ ایسا

نہیں ہو سکا، اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو اسلام کی تاریخ بہت مختلف ہوتی

کیونکہ حضرت علیؑ کو مستقل

تیس سال حکومت کرنے کا

موقع ملتا اور شیعہ سنی مسئلہ

بھی نہیں پیدا ہوتا۔

حالانکہ شیعہ اور سنی

دونوں ہی حضرت علیؑ کو مانتے

ہیں اور ان کی عظمت و اولویت

اور اسبقیت کو تسلیم کرتے

ہیں۔ بہر حال اہلسنت کی

روایتوں میں آتا ہے کہ

حضرت علیؑ نے اس صورت

حال کو قبول کیا۔ ممتاز شیعہ

عالم محمد حسین کاشف الغطاءؒ نے اپنی کتاب "اصل الشیعۃ و

اصولہا" میں لکھا ہے کہ حضرت علیؑ نے اپنے سے پہلے تینوں

خلفاء سے بیعت کی، ان کے ساتھ ہاتھ

بٹایا اور ان کے مشیر کے طور سے کام

کرتے رہے۔ ابن اثیر کی کتاب "الکامل

فی التاريخ" میں ذکر ہے کہ حضرت

ابوبکر کے زمانہ میں حضرت علیؑ مدینہ

منورہ کے قاضی یعنی آج کے لحاظ سے

چیف جسٹس تھے۔ یہ سلسلہ حضرت عمر

کی خلافت کے دوران بھی جاری رہا۔

حضرت علیؑ نے حضرت ابوبکر کے انتقال

کے بعد ان کی بیوہ حضرت اسماء بنت عمیس

سے شادی کی اور حضرت ابوبکر کے بیٹے محمد بن ابوبکر کی کفالت

بھی کی جو حضرت علیؑ کے بہت بڑے مؤید و مددگار بنے اور

حضرت علیؑ نے انہیں مصر کا گورنر بنایا۔ جب حضرت عمر بیت

المقدس کو فتح کرنے کے لئے گئے تو حضرت علیؑ کو مدینہ کا گورنر

بنا کر گئے۔ حضرت عمر امور سلطنت کے معاملات میں حضرت علیؑ

یہی سبائی ٹولہ بعد میں نواصب یا خوارج کے نام سے معروف ہوا اور آج کے القاعدہ اور الدولۃ الاسلامیہ (ISIS یا داعش) کے دہشت گردانہی کی ناجائز اولاد ہیں جنہوں نے اسلام، مسلمانوں اور عالم اسلام کو بدنام اور تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔

☆☆☆

حضرت علیؑ اور ان کے کچھ مؤید صحابہ کا خیال تھا کہ حضرت علیؑ خلافت کے لئے موزوں ترین شخص ہیں لیکن افسوس ہے کہ ایسا نہیں ہو سکا، اگر ایسا ہو گیا ہوتا تو اسلام کی تاریخ بہت مختلف ہوتی کیونکہ حضرت علیؑ کو مستقل تیس سال حکومت کرنے کا موقع ملتا اور شیعہ سنی مسئلہ بھی نہیں پیدا ہوتا۔

حضرت عمر کا ایک قول مروی ہے "لولا علی لہلک عمر" (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا)۔ حضرت عمر سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؑ سے کہا: "اعوذ باللہ ان اعیش فی قوم لست فیہم یا ابالحسن!" (اے حسن کے والد! میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں میں زندگی گزاروں جن میں آپ نہ ہوں)۔

سے مشورے کرتے تھے۔ اسی سلسلہ میں حضرت عمرؓ کا ایک قول مروی ہے "لولا علی لہلک عمر" (اگر علیؓ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا)۔ حضرت عمرؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے کہا: "اعوذ باللہ ان اعیش فی قوم لست فیہم یا ابالحسن!" (اے حسن کے والد! میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں ایسے لوگوں میں زندگی گزاروں جن میں آپ نہ ہوں)۔

اپنے انتقال کے وقت حضرت عمرؓ نے اپنے بعد جن چھ لوگوں کا نام لیا کہ ان میں سے ایک کو اگلا خلیفہ بنایا جائے، ان میں حضرت علیؓ کا نام شامل تھا۔ لیکن حضرت علیؓ نے حکم (ثالث) عبدالرحمن بن عوفؓ کی یہ شرط ماننے سے انکار کر دیا کہ وہ یہ عہد کریں کہ "اللہ، اس کے رسول اور ابو بکرؓ و عمرؓ کی اتباع کریں گے"،

جب کہ حضرت عثمانؓ نے یہ بات مان لی اور ان کو خلیفہ بنادیا گیا۔ بعد میں کچھ تردد کے بعد حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی لیکن جلد ہی ان کے خدشات صحیح ثابت ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بنو امیہ کا حکومت کے معاملات میں عمل دخل بہت بڑھ گیا جس کی وجہ سے پہلی دفعہ سلطنت میں خلفشار پیدا ہوا اور

باغی کوفہ، بصرہ اور مصر سے حضرت عثمانؓ کو معزول کرنے کے لئے مدینہ پہنچ گئے۔

اس درمیان حضرت علیؓ نے حکم یعنی ثالث کا رول ادا کیا۔ لیکن حالات بگڑتے چلے گئے، جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں ہے، اور بالآخر باغیوں نے چالیس دن محاصرہ کے بعد حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا۔ روایتوں کے مطابق حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ کی شہادت سے بہت دکھ ہوا اور انہوں نے اپنے بیٹوں اور دوسرے ہمنوا صحابہ سے باز پرس کی کہ وہ حضرت عثمانؓ کو کیوں نہیں بچا سکے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے اگلے دن مدینہ میں

حضرت علیؓ کا انتخاب بطور چوتھے خلیفہ کے ہوا۔ لیکن یہ ایک ایسے وقت میں ہوا جب سلطنت کے بعض حصے (مثلاً مصر جس کے گورنر عمرو بن عاص اور شام جس کے گورنر معاویہ بن ابوسفیان تھے) مدینہ کی اطاعت سے نکل چکے تھے اور عملاً باغی اور خود مختار ہو چکے تھے۔ حضرت علیؓ نے مختلف علاقوں کے گورنر بدلنے شروع کئے لیکن مصر اور شام میں وہ کامیاب نہ ہو سکے اور جلد ہی چند ماہ میں جنگ جمل سنہ ۳۶ھ میں ہوئی۔ جس میں حضرت علیؓ کے مخالفین حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے۔ یہ ایسے وقت میں ہوا جب حضرت علیؓ شام کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے تھے۔ جنگ جمل میں مخالفین کی شکست فاش ہوئی، اس کے قائدین طلحہ و زبیر قتل ہوئے اور حضرت عائشہ کو مدینہ واپس جانا پڑا۔ اس غلطی پر حضرت عائشہ کو اتنی ندامت ہوئی کہ انہوں نے وصیت کی کہ مرنے

جنگ جمل میں مخالفین کی شکست فاش ہوئی، اس کے قائدین طلحہ و زبیر قتل ہوئے اور حضرت عائشہ کو مدینہ واپس جانا پڑا۔ اس غلطی پر حضرت عائشہ کو اتنی ندامت ہوئی کہ انہوں نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد ان کو حضور پاکؐ کی قبر مبارک کے پاس دفن نہ کیا جائے۔

کے بعد ان کو حضور پاکؐ کی قبر مبارک کے پاس دفن نہ کیا جائے۔ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے بدلہ لینا چاہتے تھے لیکن اندرونی حالات اتنے خراب تھے کہ فوری طور سے کارروائی کرنے کا مطلب خانہ جنگی تھا۔ جنگ جمل کے بعد حضرت علیؓ نے دار الخلافہ مدینہ سے کوفہ منتقل کر دیا کیونکہ وہاں ان کے بہت سے مؤیدین تھے اور وہ جگہ اس

وقت کی سلطنت اسلامیہ کے وسط میں واقع تھی۔

شام میں حضرت عثمانؓ کے بنائے ہوئے گورنر معاویہ بن ابوسفیان نے حضرت علیؓ سے بیعت کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ شام کے لئے حضرت علیؓ کے تعیین کردہ گورنر (سہل بن حنیف) نہ صرف ماننے سے انکار کر دیا بلکہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں سے قصاص لینے کے نام پر انہوں نے اپنے مؤیدین کو بھی جمع کر لیا۔ ایسے موقع پر معاویہ کی فوج نے نیزوں پر قرآن اٹھا کر تحکیم کا مطالبہ کیا۔ حضرت علیؓ اس دھوکہ کے خلاف تھے لیکن اپنے کچھ ساتھیوں کے اصرار پر انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔

بارے میں غور کروں گا۔ حضرت حسن مجتبیٰ نے حضرت امیر المؤمنینؑ کی تدفین کے موقع پر جو خطبہ دیا وہ آپ کی شخصیت کا

تحکیم میں دھوکہ سے ایک غلط فیصلہ ہو گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ معاویہ تو شام کے گورنر بنے رہے جبکہ حضرت علیؑ کی فوج میں

ایک مکمل خلاصہ ہے۔ آپ نے فرمایا: "اے لوگو! تم سے ایک ایسا شخص رخصت ہو گیا جس سے نہ اگلے علم میں پیش قدمی کر سکیں گے اور نہ پچھلے اس کی برابری کر سکے۔ رسول اللہ اس کے ہاتھ میں جھنڈا دیا کرتے اور اس کے ہاتھ پر فتح نصیب ہو جاتی تھی۔ اس نے چاندی سونا کچھ نہیں چھوڑا۔ اس نے اپنے وطنہ میں سے صرف ۷۰۰ درہم، ہم وراثت کے لئے چھوڑے ہیں۔" (۷۰۰ درہم کے معنی ہیں ۸۰۱۳۴ روپے)۔ درہم چاندی کا سکہ ہوتا

اقوام متحدہ کے سکرٹری جنرل کوئی عمنان نے حضرت علیؑ کے قول "یا مالک! ان الناس اما اخ لك في الدين او نظير لك في الخلق" (اے مالک! لوگ یا تو تمہارے دینی بھائی ہیں یا تمہاری ہی طرح پیدا کئے گئے انسان ہیں) کے بارے میں کہا کہ اس عبارت کو تمام تنظیموں کے صدر دفاتر میں لکھ کر ٹانگ دینا چاہئے کیونکہ آج انسانیت کو مساوات کے اس پیغام کی شدید ضرورت ہے۔

خلفشار پیدا ہو گیا اور تحکیم کے مسئلہ کو لیکر تحکیم کے مؤیدین کی تکفیر شروع ہو گئی۔ نتیجہً کافی لوگ حضرت علیؑ کی فوج کو چھوڑ کر چلے گئے۔ یہ لوگ خوارج یعنی باغی کلمائے جنہوں نے بعد میں سلطنت اسلامیہ کی بنیادیں کمزور کرنے میں بڑا رول ادا کیا۔ باطل کا یہ سب کام "اسلام" کے نام پر ہو رہا تھا۔ بالکل ویسے ہی آج کے خوارج (القاعدہ اور داعش وغیرہ) اسلام کے نام پر اسلام

تھا جس کا وزن 2-97 تھا۔ جب کہ سابقین اولین میں ہونے کی وجہ سے حضرت علیؑ کو بیت المال سے ہر سال لاکھوں دینار ملتے تھے۔ جو کہ سونے کا سکہ تھا اور ایک دینار کا وزن 4-25 گرام تھا یعنی آج (۱۸ جون ۲۰۱۷) کے لحاظ سے ایک دینار کی قیمت ۱۲۰۱۴ روپے تھی۔

معروف شیعہ عالم شیخ مفید کے مطابق حضرت علیؑ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت حسنؑ کو وصیت کی کہ ان کو ایک خفیہ جگہ پر دفن کریں تاکہ دشمن ان کی قبر کی بے حرمتی نہ کر سکے۔ یوں آپ کی قبر شریف عرصے تک مجھول رہی یہاں تک کہ عباسی خلافت کے دوران حضرت امام جعفر صادقؑ نے قبر کی جگہ بتادی جس کے بعد نجف اشرف میں قبر شریف پر بڑا مشہد بنایا گیا اور امام علیؑ کی مسجد بنائی گئی۔ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں امام علیؑ کے اعلیٰ ترین مرتبہ کے قائل ہیں۔

احادیث شریفہ کے مطابق حضرت علیؑ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں یعنی ان دس خوش نصیب لوگوں میں سے ایک ہیں جن کو ان کی زندگی میں جنت بشارت حضور پاکؐ نے دی تھی۔ اہل تشیع امام علیؑ کی معصومیت کے قائل ہیں اور ان کو پہلا امام سمجھتے ہیں جبکہ اہلسنت کا یہ موقف نہیں ہے۔ اہل سنت

اور مسلمانوں کی جڑیں کھود رہے ہیں۔ مسلمانوں اور خوارج کے درمیان متعدد جنگیں ہوئیں مثلاً جنگ نہروان (سنہ ۳۹ھ)۔ اس خانہ جنگی کے باوجود حضرت علیؑ کے زمانہ میں بہت سے اہم کام ہوئے مثلاً پولیس کا محکمہ قائم ہوا، جیلوں کا قیام عمل میں آیا اور کوفہ میں صرف و نحو کے مدرسے قائم ہوئے۔ حضرت علیؑ کے حکم سے ابوالاسد دو نکی نے پہلی بار قرآن پاک کے حروف کی تشکیل کی یعنی زیر و زبر وغیرہ لگایا تاکہ قرآن پاک پڑھنے میں آسانی ہو۔ حضرت علیؑ نے پہلا اسلامی درہم بھی جاری کیا۔ اسی خانہ جنگی کی حالت میں عبدالرحمن بن ملجم نامی ایک خارجی نے حضرت علیؑ پر نماز پڑھاتے ہوئے مسموم تلوار سے حملہ کر دیا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ ایسی حالت میں بھی حضرت علیؑ نے عدل و انصاف ہاتھ سے نہیں جانے دیا بلکہ حکم دیا: "ابصروا ضاربی اطعموه من طعامی، واسقوه من شرابی، النفس بالنفس، ان هلك فاقتلوه کما قتلنی وان بقيت رایت فیہ رای" (دیکھو! میرے اوپر حملہ کرنے والا کون ہے۔ اس کو میرے کھانے میں سے کھانا کھلاؤ۔ میرے پانی میں سے پانی پلاؤ۔ نفس کا بدلہ نفس ہوتا ہے۔ اگر میں مرجاؤں تو اسے قتل کر دینا۔ جیسے اس نے مجھے قتل کیا اور اگر میں بچ گیا تو میں اس کے

خلاصہ یہ کہ ہم سنی ہوں یا شیعہ، ہم سب کے نزدیک حضرت علیؑ ایک عظیم ترین اخلاقی، علمی، سیاسی اور قانونی نمونہ ہیں۔

حضرت علیؑ کو اہلبیت کا حصہ مانتے ہیں اور ان کو خلیفہ رابع سمجھتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے خلاف لغو باتیں جو بعض اہلسنت کتابوں میں

ہیں انہیں ان کے مخالفین دہراتے ہیں۔

نہج البلاغہ حضرت علیؑ کے اقوال پر مشتمل غیر معمولی حکمت و بلاغت کی کتاب ہے جسے شریف رضی نے ترتیب دیا۔ یہ کتاب نہ صرف تشیع اور اسلام کی اہم ترین کتب میں سے ہے بلکہ وہ انسانی، علمی اور فکری ذخیرہ کا بھی بہت اہم حصہ ہے۔

ان کے اقوال حکیمانہ کو عبدالواحد

آمدی نے "غرر الحکم و درر الکلم" میں جمع کیا ہے۔ حضرت علیؑ سے مختلف دعائیں بھی منقول ہیں جیسے دعائے کمیل، دعائے صبح اور دعائے یستشیر۔ امام علیؑ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے قرآن پاک کے تین نسخے آج بھی موجود ہیں جن میں سے ایک صنعاء (یمن) کے میوزیم میں ہے، دوسرا امپور کی رضا لاہیری میں اور تیسرے نسخہ کے اولین بارہ صفحات عراق کے مرکز الوطنی للمخطوطات میں اور باقی نجف اشرف میں واقع مکتبہ امیر المومنین میں محفوظ ہیں۔

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کوفی عنان نے حضرت علیؑ کے قول "یا مالک! ان الناس اما اخ لك في الدين او نظير لك في الخلق" (اے مالک! لوگ یا تو تمہارے دینی بھائی ہیں یا تمہاری ہی طرح پیدا کئے گئے انسان ہیں) کے بارے میں کہا کہ اس عبارت کو تمام تنظیموں کے صدر دفاتر میں لکھ کر ٹانگ دینا چاہئے کیونکہ آج انسانیت کو مساوات کے اس پیغام کی شدید ضرورت ہے۔ کوفی عنان نے اقوام متحدہ کی قانونی کمیٹی سے بھی یہ درخواست کی کہ وہ حضرت علیؑ کے خط بنام مالک اشتر کے بارے میں غور کرے۔ چنانچہ مذکورہ کمیٹی نے کئی ماہ غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ یہ خط بین الاقوامی قانون کا ایک منبع (Source) ہے۔

کوفی عنان نے اقوام متحدہ کی قانونی کمیٹی سے بھی یہ درخواست کی کہ وہ حضرت علیؑ کے خط بنام مالک اشتر کے بارے میں غور کرے۔ چنانچہ مذکورہ کمیٹی نے کئی ماہ غور کرنے کے بعد فیصلہ کیا کہ یہ خط بین الاقوامی قانون کا ایک منبع یعنی (Source) ہے۔

ہمارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم سال میں ایک بار ان کو یاد کر لیا کریں بلکہ ان کی عظمت کا حق اسی وقت ادا ہوگا جب ہم ان کے پیغام اور ان کے اسوہ کو اپنی روزمرہ کی زندگی کا بھی حصہ بنالیں۔ اسی کے ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ماضی کی تلخیوں کو بھول کر ہمیں آج کدھے سے کدھا ملا کر چلنا چاہئے۔ موجودہ دور میں اسلام کو جس چیلنج کا سامنا ہے، بلکہ اسے مٹانے کی جو

سازشیں مغرب و مشرق میں رچی جا رہی ہیں، ان کی مثال ماضی میں کہیں نہیں ملتی ہے۔ ہم کتنے بدنصیب ہوں گے اگر ایسے وقت میں بھی آپس میں لڑتے رہیں جب مشرق و مغرب میں اس کے ہمنواسنی اور شیعہ دونوں اسلام کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

☆☆☆

تصحیح لازم

غم حسینؑ، ہر اک شہر ہر دیار گیا
جہاں نہ قافلہ پہنچا وہاں غبار گیا
تھی کربلا میں اگر جنگ شاہزادوں کی
قلم میں دم ہے تو لکھو حسین ہار گیا!
مذکورہ قطعہ محرم ۱۴۴۱ھ کے شمارہ میں غلطی سے عاشور کا غلط نام سے شائع ہو گیا جب کہ یہ قطعہ دبیر سینا پوری مرحوم کا ہے، اس غلطی کی بابت معذرت خواہ ہیں۔
(ادارہ)

☆☆☆

نیچ البلاغہ: ایک اہم عرفانی مآخذ

پروفیسر سید عراق رضا زیدی

(شعبہ فارسی جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)



خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
اقبال کے اس شعر میں تصوف و عرفان کی نصف تعریف مل
جاتی ہے اور نصف شروعات کے الفاظ میں پنہاں رہ جاتی ہے۔ یعنی
خدا کا عشق اور اس کے بندوں سے پیار ۱۱ اصل تصوف و عرفان
ہے۔ عرفانی ادب میں جداگانہ مضامین پر نظم و نثر میں سیر حاصل

بحث کی گئی ہے۔ اسی ذیل
میں سب سے اہم صورت
۱۱ ملفوظاتی ۱۱ ادب کی شکل
میں نمودار ہوئی۔ ملفوظاتی
ادب کے ارتقاء میں خشت
اول یا پہلی کتاب کی صورت
میں نیچ البلاغہ کا ہی نام لیا
جاسکتا ہے۔ دراصل قرآن
ملفوظات خدا ہے۔ احادیث
ملفوظات پیغمبر ہیں۔ قرآن
واحادیث کے بعد نیچ البلاغہ وہ

کتاب ہے جس میں سرچشمہ عرفان مولائے متقیان حضرت علیؑ
کے ملفوظات ہیں۔ لہذا فلسفہ عرفان کے ادراک کے لیے ضروری
ہے کہ ۱۱ نیچ البلاغہ ۱۱ کا عمیق مطالعہ کیا جائے۔ ابھی تک عرفان
کے موضوع پر جو بھی کتابیں سامنے آئی ہیں ان میں سے کسی میں
بھی اس اہم کتاب سے فیض نہیں اٹھایا گیا ہے۔ جب کہ اس کتاب
کے مصنف حضرت علی علیہ السلام کو سبھی سلسلے سرچشمہ ولایت
تسلیم کرتے ہیں صرف ایک سلسلہ ہی اپنی شناخت کسی دوسری
جگہ سے بنائے ہوئے ہے اسی لیے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس ایک
سلسلے کے علاوہ تمام عرفانی سلسلے مولانا علیؑ کی ذات تک پہنچتے ہیں

لہذا ضرورت اس بات کی تھی کہ مولانا علیؑ کے کردار کے علاوہ ان
کے اقوال میں بھی فلسفہ تصوف و عرفان کو تلاش کیا جاتا۔ اسلام
میں کلام خدا اور رسول، اسلامی افکار و خیالات اور مسلک کا منبع ہوتا
ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ حضرت علیؑ کی ولایت کے سلسلے میں بھی
انہیں دونوں اہم مآخذ کو دلیل مانا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ المائدہ کی
۵۵ ویں آیت "إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ
وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ
رَاكِعُونَ"

ترجمہ: (اے ایمان والو)
تمہارے مالک سرپرست (ولی)
تو بس یہی ہیں۔ خدا اور اس کا
رسول اور وہ مومنین جو پابندی
سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت
رکوع میں زکات دیتے ہیں۔

اور حالت رکوع میں زکات
دینے والے حضرت علیؑ ہی تھے۔

اسی بنا پر یہ آیت ولایت مولانا علیؑ کی دلیل بتائی گئی ہے۔ اور
احادیث میں بھی برابر اس بات کو دہرایا گیا ہے۔ یہاں صرف
ایک مشہور و معروف حدیث جو غدیر کے نام سے مشہور ہے، بطور
حوالہ پیش کی جاتی ہے۔ جسے حضورؐ نے ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں
کے مجمع میں اعلانیہ طور پر فرمایا تھا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ
مَوْلَاهُ۔

لہذا فلسفہ عرفان کو سمجھنے کے لیے بھی قرآن و حدیث اور
اقوال حضرت علیؑ کا سہارا لینا چاہیے عرفان و تصوف پر کام کرنے
والے دانشوران نے قرآن مجید اور احادیث رسولؐ سے توازن و انطباق



کیا ہے لیکن "نہج البلاغہ" کو یکسر قابل استنباط نہیں سمجھا۔ جب کہ یہ کتاب قرآن و احادیث کی تشریح ہے۔

اسلام میں کلام خدا و رسولؐ،
اسلامی افکار و خیالات اور
مسلك کا منبع ہوتا ہے اور ہونا بھی
چاہیے۔

حضرت علیؑ کے اقوال و افکار
زریں کے فوائد و اثرات تحریری
و خبری دونوں طرح سے ہم تک
پہنچتے ہیں۔ تحریری شکل میں وہ
خطوط ہیں جو آپؑ نے اپنے
حریفوں، دشمنوں، دوستوں اور دور
خلافت ظاہرہ میں اپنے اعمالوں کے

نام لکھے ہیں یہ وہ تحریریں ہیں جو بقلم حضرت علیؑ ہم تک پہنچتے
ہیں۔ دوسرے وہ تحریریں اور دعائیں ہیں جو اکثر صحابہ کرام اور
تابعین نے دوران خطابت و مناجات تحریر کی تھیں۔ خلیل نے
اپنی کتاب میں ایسے کئی واقعات نقل کئے ہیں اس ذیل میں ایک
واقعہ مالک اشتر کا بھی تحریر کیا گیا ہے۔

"مالک اشتر بہ حارث اعور ہمدانی خود فقیہ واز
صاحبان اسرار علی است، روزی کہ غائب از استماع
خطبہ جمعہ امام بود، نوشتہ آن را می داد کہ من
آن را نوشتہ ام۔"

ترجمہ: ایک مرتبہ حارث (جو فقیہ تھے) خطبہ جمعہ میں
حاضر نہ تھے تو مالک اشتر نے حضرت سے سن کر لکھا ہوا خطبہ
حارث کو دیا کہ لیجئے میں نے لکھا ہے۔

اسی طرح دعائیں اور مناجات بھی سینہ بہ سینہ ہوتی ہوئی
تحریری شکل میں آتی چلی گئیں ان میں دعائے کلیل، دعائے
مشلول، دعائے یستثیر اور دعائے حضرت علیؑ وغیرہ اپنی مثال
آپ ہیں۔ حضرت علیؑ کے خطوط و خطبات کو جمع کرنے کا کام سید
رضی علیہ الرحمہ نے خاصی تلاش و جستجو اور تحقیق کے بعد بہ حسن
و خوبی انجام دیا ہے جن کی ولادت ۳۵۹ھ میں اور وفات ۴۰۶ھ
میں ۴۷ سال کی عمر میں ہوئی۔ گویا آپ کی ولادت حضرت علیؑ کی
شہادت کے ۳۱۹ سال بعد ہوتی ہے ان ساڑھے تین سو سال کے
عرصہ میں بھی کچھ دیگرے ایک طویل سلسلہ ہے جو ان تمام
اقوال، تحریر اور خطبوں کا مؤلف و مرتب تک پہنچتا ہے۔ ان میں
پہلی صدی ہجری میں حارث اعور، مالک اشتر، زید بن وہب جنی

متوفی ۹۶ھ اور عبداللہ بن رافع ہیں۔ تودوسی صدی ہجری میں
نصر بن محمد مزاحم، اسماعیل بن مہران مسکون، ابو منذر ہشام بن محمد

کلبی متوفی ۱۴۷ھ اور ابو محنف لوط بن یحییٰ
کے نام ملتے ہیں تو تیسری صدی ہجری
میں محمد بن عمر قدسی متوفی ۲۰۷ھ ابو محمد
سعدہ بن صدقہ مہدی کے محترم نام
شامل ہیں جن میں آخری نام کا اپنا ایک
الگ معتبر سلسلہ ہے جو براہ راست مولانا
علیؑ تک پہنچتا ہے۔ چوتھی صدی ہجری

خود سید رضی علیہ الرحمہ کی صدی ہے۔ اس میں ابوالقاسم محمد
عظیم بن عبداللہ حسنی، عبدالعزیز بن یحییٰ متوفی ۳۳۰ھ، ابوالخیر
درازی، ابراہیم بن سلیمان ہشمی، عبداللہ بن ابی زید انباری،
قاضی بن سلامہ مؤلف "دستور معالم الحکم" اور علی بن محمد بن
عبداللہ مدائنی کے نام لائق ذکر ہیں۔ اسی زمانے میں مسعودی
متوفی ۳۴۶ھ نے تحریر کیا ہے۔

"وَالَّذِي حَفِظَهُ النَّاسُ عَنْهُ مِنْ خُطْبَةٍ فِي سَائِرِ
مَقَامَاتِهِ اَرْبَعَمِائَةٍ خُطْبَةٍ وَتَيْفٍ وَتَمَانُونَ خُطْبَةً يُؤْرَدُهَا
عَلَى الْبَيْتِ تَدَاوُلُ النَّاسُ ذَالِكَ عَنْهُ قَوْلًا وَعَمَلًا۔"

ترجمہ: ان میں سے جو خطبے لوگوں کو یاد رہ گئے وہ چار سوای
سے کچھ زیادہ ہیں جنہیں حضرت علیؑ بدیہی اور ارتجالی طور پر دیتے
تھے، یہ خطبے لوگوں میں قول و عمل کے طور پر رائج ہیں۔

تذکروں میں یہ بھی ملتا ہے کہ اکثر اصحاب کلام خدا اور
احادیث رسولؐ کی طرز پر زبان و بیان پر تسلط و قدرت حاصل
کرنے کے لیے بھی حضرت علیؑ کے خطبوں اور ارشادات کو یاد
کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ عربی ادب کا ایک بڑا ادیب عبدالحمید بن
یحییٰ متوفی ۱۳۲ھ کہا کرتا تھا۔

"حَفِظْتُ سَبْعِينَ خُطْبَةً مِنْ خُطْبِ الْأَصْلَحِ فَقَاضَتْ
نُفْسُ قَاضَتْ۔"

ترجمہ: میں نے امیر المومنینؑ کے ستر خطبے یاد کیے کہ ادب
میں روانی آئی اور ایسی کہ... اور اسی کتاب میں ابن نباتہ متوفی
۷۴۷ھ کا یہ قول بھی نقل کیا گیا ہے۔

"حَفِظْتُ مِنَ الْخِطَابَةِ كَنْزًا لَا يُرِيدُهُ الْإِنْفَاقُ إِلَّا مَسْعَةً
كَثْرَةً حَفِظْتُ مَاءَ فَصْلٍ مِّنْ مَّوَاعِظٍ عَلَى بَنِ أَبِي طَالِبٍ۔
ترجمہ: میں نے تقریروں کا وہ خزانہ حفظ کیا ہے کہ جس کا
استعمال اس میں اضافہ ہی کر رہا ہے۔ اور وہ خزانہ علی کے سویاد
کردہ خطبے ہیں۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ سید رضی کے دور تک
برابر پنج البلاغہ میں درج خطوط، خطبے اور ارشادات اکثر لوگ
زبانی یاد کر کے بھی دوسروں تک پہنچاتے تھے اور تحریری طور پر
بھی ایک دوسرے کو ودیعت کرتے تھے۔

کیونکہ تصوف و عرفان کے زیادہ تر سلسلے حضرت علی پر منتہی
ہوتے ہیں لہذا زیادہ مناسب یہی ہے کہ اسلامی عرفان و تصوف

کے آثار و ارکان پنج البلاغہ اور مناجات
و دعائوں میں تلاش کئے جائیں جن
مفکرین نے پنج البلاغہ اور حضرت علی کی
دعائوں سے ہٹ کر اسلامی تصوف پر کام
کیا ہے انہیں اسلامی عرفان میں بھی کہیں
اویدانت کے اثرات دکھائی دیتے ہیں
تو کہیں یونانی اور رہبانیت کے آثار

نظر آتے ہیں۔ اے۔ جے۔ آر بری کی تحقیق کے مطابق سرولیم
جون پہلا یوروپین ہے جس نے تصوف کو دیدانت کے زیر اثر بتایا
ہے۔ اور ۱۹۱۶ء میں ایک جرمن مفکر چرڈھارنمن نے بھی
تصوف پر ہندوستانی اثرات کا راک الاپا ہے تو انفرودوان کریمہ نے
۱۸۸۷ء میں بات کا دعویٰ کیا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں
تصوف نے مسیحیت کا اثر قبول کیا۔ حالانکہ پروفیسر براؤن نے
دائکریر کی اس رائے پر بحث کرتے ہوئے اس نظریہ کی مکمل
تردید کی ہے۔ اسی طرح ایک ڈچ اسکالر ڈوزی نے ۱۸۷۹ء میں یہ
ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ تصوف ایرانیوں کی دین ہے اور
فتح ایران سے قبل بھی ایران میں تصوف موجود تھا جس نے بعد
میں اسلامی تصوف کی شکل اختیار کر لی گو کہ ضیاء احمد بدایونی نے
اس نظریے کی وجہ بیان کرتے ہوئے تردید بھی کی ہے۔ عرفان
اسلامی کی کڑیاں قرآن شریف کی آیات اور احادیث رسول سے
بھی جوڑی جاتی ہیں جو بالکل صحیح ہیں۔ کسی طور بھی غلط نہیں

ہیں۔ لیکن جب ایک دو سلسلے کے علاوہ تمام تصوف کے سلسلے
حضرت علی پر منتہی ہوتے ہیں تو عرفان و تصوف کے چشموں
کو بھی "باب شہر علم نبی" کے ہی کردار، گفتار، افعال، خطبات،
دعا اور مناجات کے آئینہ میں دیکھنا زیادہ درست ہوگا۔ یوں بھی
مولا علی کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ایسا نہیں ہے جو سیرت نبی کا آئینہ
نہ ہو، اور نہ ہی تمام زندگی کا کوئی ایسا جملہ آپ کی زبان سے ادا ہوا
جو قرآنی آیات کے منافی ہو۔ اس لیے حضور ﷺ نے ارشاد
فرمایا "علی منی وانا منہ" اس کے علاوہ مولا کے افعال کی پاکیزگی
اور خدا پرستی کی گواہی اور کیا ہوگی کہ دشمنوں کی زبان پر ہی نہیں
بلکہ بڑے خاندانی دشمن بادشاہ شام معاویہ بھی اس پاکیزہ کردار کا
گواہ نظر آتا ہے۔ جیسا کہ خلفائے راشدین ۲۴ پر تحریر ہے:

"امیر معاویہ کے اصرار پر ضرار
اسلامی نے جو ان کے اوصاف بیان کئے
ان کی ان کی خشیت الہی اور ترک دنیا کے
بارے میں بتایا کہ میں شہادت دیتا
ہوں کہ میں نے ان کو بعض معروکوں
میں دیکھا کہ رات گزر چکی ہے ستارے
ڈوب چکے ہیں اور اپنی داڑھی پکڑے

عرفان اسلامی کی کڑیاں
مترآن شریف کی آیات اور
احادیث رسول سے بھی جوڑی
جاتی ہیں جو بالکل صحیح ہیں۔

ہوئے ایسے مضطرب ہیں جیسے مار گزیدہ مضطرب ہوتا ہے اور اس
حالت میں وہ غمزدہ آدمی کی طرح رو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے
دنیا مجھ کو فریب نہ دے دوسرے کو دے۔ تو مجھ سے چھیڑ چھاڑ
کرتی ہے یا میری مشتاق ہوتی ہے۔ افسوس افسوس میں نے تجھ کو
تین طلاقیں دے دی ہیں جس سے رجعت نہیں ہو سکتی تیری عمر
کم اور تیرا مقصد حقیر ہے آواز اوراہ کم اور سفر دور دراز کا راستہ
وحشت خیز ہے، یہ سن کر امیر معاویہ رو پڑے اور فرمایا خدا
ابوالحسن پر رحم کرے خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔"

تصوف کی تعریف پر نظر ڈالیں تو اس ذیل میں معروف کرنی
جو امام رضاؑ سے بیعت ہیں فرماتے ہیں: "اتَّصُوفَ لِإِخْدِ
بِالْحَقَائِقِ وَالْبَاسِ مِمَّا فِي أَيْدِي الْخَلَائِقِ۔"

ترجمہ: تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال و متاع سے
یاس ہے۔

یہ تعریف نہج البلاغہ کے بہت سے کلمات سے ماخوذ ہے جن میں سے چند اس طرح ہیں:

اَلْمَالُ مَادَّةُ الشَّهَوَاتِ: مال خواہشات کا سرچشمہ ہے۔
مَنْ اَطَاعَ الْاَمَلِ اِسَاءَ الْاَعْمَلِ۔ جو طولانی امیدیں رکھے، وہ اپنا کردار تباہ کر دے گا۔ ابوالحسن نوری فرماتے ہیں: اَتَصَوَّفُ تَرَكَ كُلَّ حَظٍّ لِنَفْسٍ نَفْسَانِي لَذَتُوں کا ترک کر دینا تصوف ہے۔
نہج البلاغہ میں ہے: فَمَنْ اَشْتَقَ اِلَى الْجَنَّةِ سَلَاعِنِ الشَّهَوَاتِ جو شخص جنت کا مشتاق ہوتا ہے وہ خواہشات سے الگ ہو جاتا ہے۔

مَنْ حَرَمَتْ عَلَيْهِ نَفْسُهُ بَانَتْ عَلَيْهِ شَهَوَاتُهُ۔ جسے اپنا نفس معزز معلوم ہوگا خواہشات نفس اس کے لیے حقیر ہوں گے۔
ابو عمر دمشقی اس طرح رقم طراز ہیں: "اَلتَّصَوُّفُ رُؤْيَا الْكُوْنِ بِعَيْنِ النَّقْصِ بَلْ مَخْصُصُ التَّصَرُّفِ عَنِ الْكُوْنِ۔"
تصوف نام ہے دنیا کی طرف نقص کی نگاہ سے دیکھنے کا بلکہ سرے سے نہ دیکھنے کا۔

نہج البلاغہ: فَمَنْ اَحَبَّ الدُّنْيَا وَتَوَلَّاهَا اَبْغَضُ الْاٰخِرَةِ وَعَادَاہَا۔ توجو آدمی دنیا کو چاہتا ہے وہ اور اس سے محبت کرتا ہے وہ آخرت سے دشمنی رکھتا ہے۔

ایک دوسری جگہ ہے: طُوْبَى لِلزَّاهِدِيْنَ فِي الدُّنْيَا الرَّاْعِيِيْنَ فِي الْاٰخِرَةِ۔ دنیا سے کنارہ کشوں اور آخرت سے رغبت رکھنے والوں کا کیا کہنا۔ مَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ لِحْيَةٍ لِّیْنِ مَسْنُہَا۔ دنیا کی مثال سانپ کی سی ہے۔

مندرجہ بالا چند وہ مثالیں ہیں جو اہل تصوف نے نہج البلاغہ سے اخذ کی ہیں ورنہ تصوف کی تمام تعریفیں نہج البلاغہ سے ماخوذ ہیں۔ یہاں طوالت کے باعث ان سے گریز کرتے ہوئے نہج البلاغہ سے چند جملے تحریر کئے جاتے ہیں۔ جن کا عکس ہر صوفی کے اقوال میں دیکھا جاسکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا:

۱۔ ہر شخص کا قد و قامت اس کی خوبیاں ہیں۔

۲۔ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو خدا کی رحمت سے ناامید ہو رہا ہے حالانکہ استغفار (توبہ کا وسیلہ) اس کے ساتھ ہے۔

۳۔ کتنے ہی عالم ہیں جنہیں ان کی جہالت تباہ کر دیتی ہے اور جو علم ان کے پاس ہوتا ہے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا۔
۴۔ جو گناہ سے مغلوب ہو گیا، وہ کبھی کامیاب نہیں ہوا۔

۵۔ دنیا کے سارے رشتے توڑ لو اور تقویٰ کے زاد راہ سے اپنے آپ کو قوت پہنچاؤ۔

۶۔ بخل تمام برے اعمال کا جامع ہے

۷۔ جس بات کا علم نہ ہو وہ مت کہو۔

۸۔ لذت دنیا سے کنارہ کش رہو۔

۹۔ ہر چیز پر قناعت کر لی جائے، کافی ہو جاتی ہے۔

۱۰۔ لوگوں کے طور طریقوں میں ان سے میل جول رکھنا ان کے شر سے بے خوف کر دیتا ہے۔

۱۱۔ جو شخص اپنی قدر و قیمت پہنچاتا ہے وہ اپنی نفسانی خواہشات کو ہیچ سمجھتا ہے۔

۱۲۔ دوسروں کی جس بات کو تم ناپسند کرتے ہو، اس سے خود اجتناب کرو۔

۱۳۔ دنیا دھوکا دیتی ہے۔ نقصان پہنچاتی ہے اور گزرتی چلی جاتی ہے۔

۱۴۔ خوف خدا اخلاق کا رئیس ہے۔

۱۵۔ بسا اوقات بات حملے سے زیادہ کارگر ہوتی ہے۔

۱۶۔ اپنے غرور کا سر نیچا رکھو اور تکبر کا بوجھ سر سے اتار پھینکو اور اپنی قبر کو یاد کرو۔

غرض کہ اس طرح کے ہزاروں اقوال نہج البلاغہ میں موجود ہیں۔ جو فلسفہ تصوف و عرفان کا منبع ہیں۔ اور ایران و ہند کے صوفیاء کے اقوال کو جلا دینے کے لئے کافی ہیں۔ اس طرح عرفانی شاعری کی اساس بھی سنائی سے آج تک شعرائے کلام میں نہج البلاغہ کی تشریح نظر آتی ہے جس کے لیے ایک مختصر مقالہ نہیں بلکہ کتابیں درکار ہیں۔ "والسلام"۔

حضرت علی علیہ السلام قرآنی آیات میں

کھ مولانا سید غلام حسین رضوی ہلوری



نے بھی قرآن مجید جیسی نایاب و منفرد اور معجز نما کتاب کی متعدد آیتوں میں کبھی عمومی تو کبھی خصوصی اعتبار سے آپ کا تذکرہ کر کے آپ کی ذات کو وہاں تک پہنچا دیا کہ رسول خداؐ نے خبر کی صورت میں اعلان کر دیا: "علیٌّ مع القرآن و القرآن مع علیٍّ لن یفترقا حتی یردا علیَّ الحوض" یعنی علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ، یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آئیں گے۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری نے اپنی کتاب "المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۳۴، کتاب معرفۃ الصحابہ" میں جناب ام سلمیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے اور حدیث کے آخر میں یہ حاشیہ بھی لگایا ہے: "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ لِإِسْنَادِهِ....." یہ حدیث، سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔ اس معتبر روایت کے مطابق علیؑ قرآن ہیں تو ظاہر ہے کہ ان کی جگہ قرآن سے بہتر اور کہاں ہو سکتی ہے! اسی لئے محققین و مفسرین حضرات نے قرآن کی متعدد آیتوں کا مصداق حضرت علیؑ علیہ السلام کی ذات گرامی کو لکھا ہے۔ لیکن اس حقیقت سے بھی چشم پوشی نہیں کی جاسکتی کہ مفسرین حضرات میں بعض نے مصلحتاً یا کوتاہ نظری یا عناداً اس حقیقت کے اعتراف سے گریز کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے، اس کے باوجود کہیں نہ کہیں اس حیلہ کو بروئے کار لانے میں نامراد رہے اور ان کے قلم نے بھی وہ لکھ ہی دیا جس کا تذکرہ دوسرے مسلسل کرتے رہے۔

مضمون کے اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے یہاں پر صرف چند آیتوں کا تذکرہ نمونہ کے طور پر کیا جاسکتا ہے جو اس بات کے اعتراف کے لئے کافی ہے کہ "کسی چیز کو ثابت کرنے کے

حضرت علیؑ کی شخصیت تاریخ بشریت کی ان یگانہ و منفرد شخصیتوں میں سے ہے، جن کے بارے میں جتنا لکھا جائے یا گفتگو کی جائے کم ہے۔ تاریخ اسلام کی چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ وہ ذات گرامی ہے جن کا تذکرہ ہر دور میں ہر طبقہ فکر کے درمیان جاری و ساری رہا ہے۔ ہر مکتب فکر نے امام علیؑ کی شخصیت کو ایک بارز اور آفاقی والہی نمونہ کی حیثیت سے سمجھا اور اپنایا ہے۔ اس کی وجہ ان کی ذات میں پائی جانے والی اعلیٰ ظرفی اور وہ اکتسابی کمالات تھے جنہیں براہ راست خداوند عالم سے اور بسا اوقات حبیب کبریا حضرت محمد مصطفیٰؐ سے دریافت کرنے میں ظفریاب رہے۔

انہوں نے ساری زندگی اس کی پاسداری بھی کی۔ آپ نے اپنی حیات میں رونما ہونے والے ہر عمل سے خدا کا بھرم بھی قائم رکھا اور رسولؐ کی عزت میں بھی اضافہ کیا۔ عبادت و اطاعت سے لیکر زندگی کے ہر نشیب و فراز میں خدا اور رسول کے اعتماد کو کبھی کمزور نہیں ہونے دیا۔ ہمیشہ اور ہر جگہ ان ذوات کی معرفت اور عزت کا سبب قرار پائے۔ زندگی کی رفتار کو اس طرح اعتدال کے قالب میں ڈھالے رکھا کہ دوست تو دوست، دشمن بھی تعریف کرنے سے نہ تھکے، احادیث اور تاریخ اسلامی سے متعلق تمام کتابوں نے آپ کی ذات بابرکت کا خوب قصیدہ پڑھا۔ آج بھی مدح و ثنا کی بزم اس وقت تک مکمل نہیں سمجھی جاتی جب تک خدا اور رسول کے بعد آپ کی مدح و ثناء نہ کی جائے۔

اپنے تو اپنے ہیں، اغیار نے بھی آپ کی شان والا صفات میں لب کشائی کی سعادت حاصل کی اور بے پناہ قلم فرسائی کی ہے۔ اسلام حتی انسانیت کا کوئی باب آپ کی فضیلت و شخصیت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، شاید یہی سبب رہا ہو کہ خداوند عالم

لئے اس کا وقوع اور منزل عمل میں آنا ہی سب سے بڑی دلیل ہے۔ یعنی صرف دعویٰ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔

قرآن میں حضرت علیؑ علیہ السلام کا تذکرہ

عمومی تذکرہ:

عمومی تذکرہ سے مراد وہ آیتیں ہیں جن کی شان نزول میں حضرت علیؑ بھی شامل ہیں یعنی وہ آیتیں جو حضرت علیؑ سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ حضرتؑ بھی ان کا ایک مصداق ہیں:

۱۔ آیہ تطہیر (سورہ احزاب/۳۳): بس اللہ کا ارادہ یہ ہے

"عَلَىٰ مَعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِيٍّ لَّنْ يَفْتَرَقَا حَتَّىٰ يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ" یعنی علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ، یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے آملیں گے۔ "حاکم نیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۳۳، کتاب معارف الصحابہ"

اے اہلبیت! کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ اکثر مفسرین اہلسنت اور تمام مفسرین اہل تشیع کے بقول یہ آیت اہلبیت علیہم السلام کی شان والا صفات میں

نازل ہوئی جن میں بوقت نزول رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام شامل تھے۔

۲۔ آیہ مودت (سورہ شوریٰ/۲۳): یہی وہ فضل عظیم ہے جس کی بشارت پروردگار اپنے بندوں کو دیتا ہے، جنہوں

نے ایمان اختیار کیا ہے اور نیک اعمال کئے ہیں تو آپؐ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے مودت اختیار کرو۔

اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے اکثر مفسرین اہلسنت نے لکھا ہے کہ قرئی سے مراد اہلبیت علیہم السلام ہیں جن سے مراد علیؑ و فاطمہؑ، حسنؑ و حسینؑ اور امام حسینؑ کی نسل سے ۹/فرزند ہیں۔

۳۔ آیہ مباہلہ (سورہ آل عمران/۶۱): اے پیغمبر! علم آجانے کے بعد جو لوگ تم سے کٹ جاتی کریں ان سے کہہ دیجئے کہ آؤ ہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنی اپنی عورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کو بلائیں اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔

تمام مفسرین اسلام کے نظریہ کے مطابق یہ آیت پنجتن پاک کے بارے میں نازل ہوئی جس میں شامل افراد رسول خداؐ، امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت فاطمہؑ اور حضرت علیؑ تھے۔

خصوصی تذکرہ:

اس سے مراد ان آیتوں کا مجموعہ ہے جن کے بارے میں مفسرین اسلام نے صریحی طور پر یا اشارہ بیان کیا ہے کہ ان کا مصداق ذات علیؑ علیہ السلام ہے:

آیہ تبلیغ (سورہ مائدہ/۶۷): اے پیغمبر! اس حکم کو پہنچادیں جو آپ کے پروردگار کی جانب سے نازل کیا گیا ہے اور

اگر آپ نے یہ نہ کیا تو گویا اس کے پیغام کو نہیں پہنچایا اور خدا آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کہ اللہ کافروں کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔

اس آیت میں خداوند عالم کا انداز تکلم بہت بدلا ہوا نظر

آ رہا ہے۔ اپنے نبیؐ کو منصب سے پکارا اور یہ بات بھی صراحت سے بیان کردی کہ اگر نہیں پہنچایا تو ظاہری رسالت کی ۱۳ سال کی مکہ کی صعوبتیں اور خد متیں بیکار ہو جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ پیغام، اصول و فروع دین کے

حوالہ سے ایک کلیدی اور بنیادی امر ہے۔ اگر یہ کام انجام پا گیا تو سب کی بقا کو ضمانت مل جائے گی اور اگر یہ انجام نہ پایا تو سب حالات کی نذر ہو کر ایک دن ختم ہو جائیں گے۔



یہ کام اہمیت کے لحاظ سے بہت قیمتی بھی ہے اور حساس بھی، اسی لئے پیغمبرؐ نے اسے پہنچانے کے لئے اب تک انتظار کیا اور حالات کی سازگاری اور ماحول کی استواری کے منتظر رہے۔ جب کہ دین کے کسی بھی قانون اور ضابطہ کو پہنچانے میں کبھی بھی اپنی جان کی پرواہ نہیں کی، توحید سے لیکر قیامت تک، اسی طرح نماز سے لیکر حج تک کے تمام ضابطہ حیات کو دلیری کے ساتھ بیان کیا۔ خدا نے بھی اُن پیغامات کو

پہنچانے میں کہیں بھی یہ لہجہ نہیں اپنایا جو اس آیت میں اپنایا گیا ہے!۔ اور یہ بھی اعلان کر دیا کہ خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا گویا ضمانت بھی دی!۔ محقق مفسرین اور محدثین نے اس جملہ کا مصداق "ولایت علی ابن ابیطالب علیہا السلام کا روز غدیر" اعلان کو بتایا۔ جناب زرارہؓ نے امام محمد باقرؑ سے

ولایت کی اہمیت پر روایت بھی کی ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے (۱) نماز (۲) زکات (۳) حج (۴) روزہ (۵) ولایت۔ زرارہؓ کہتے ہیں میں نے امام سے سوال کیا: مولا اس میں سب سے افضل کون ہے؟ امامؑ نے جواب دیا: سب سے افضل ولایت ہے، کیونکہ وہ سب کی کلید اور اساس ہے، اور والی و حاکم ہی ان پر دلیل ہوتا ہے۔" (کافی، ج ۲، ص ۱۶، ب ۲۹، ح ۵)

ظاہر سی بات ہے جس چیز کے حکم میں اتنی شدت پائی جا رہی ہے وہ ایک منصب ہے، جس کا ہر صحابی خود کو امیدوار سمجھ سکتا تھا!۔ اس کو لیکر حساسیت اور تفرقہ کا پورا خطرہ تھا اسی لئے جہاں خدا نے اس کے اعلان پر زور دیا وہیں اختلاف کے شر سے بچانے کی ضمانت لی!۔ پیغمبر اکرمؐ نے ۱۸ ذی الحجہ

بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہلبیت! کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔ اکثر مفسرین اہلسنت اور تمام مفسرین اہل تشیع کے بقول یہ آیت اہلبیت علیہم السلام کی شان والا صفات میں نازل ہوئی جن میں بوقت نزول رسول خداؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ اور امام حسینؑ علیہم السلام شامل تھے۔

کو حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر سرزمین خم پر، جہاں سے حاجیوں کے راستے الگ الگ ہوتے ہیں، ایک مقام پر جسے "غدیر خم" کہتے ہیں، حضرت علیؑ علیہ السلام کی ولایت کا سوالا کھ حاجیوں کے درمیان اعلان کیا، یہ تاریخ اسلام کا ایک ایسا عظیم واقعہ ہے جسے خدا نے تکمیل کی سند سے نوازا: "آج ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا، تم پر نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لئے دین اسلام سے راضی ہو گیا۔"

(سورہ مائدہ/۳)

اس اعلان کو سب سے زیادہ صحابہ نے سنا اور علمائے حدیث و رجال حدیث نے متعدد کتابوں میں اس کو بیان کیا ہے۔

۲۔ آیہ علم الکتاب (سورہ رعد/۴۳): "یہ کافر کہتے ہیں کہ آپ رسول نہیں ہیں! کہہ دیجئے کہ ہمارے اور تمہارے درمیان رسالت کی گواہی کے لئے خدا کافی ہے اور وہ شخص

کافی ہے جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔" اس آیت کے مطابق رسول خداؐ نے منکرین رسالت کے سامنے اپنے دعوے کے ثبوت میں دو گواہوں کے طور پر (بجلم خدا) ایک گواہ خدا کو بنایا اور دوسرا گواہ اسکو بنایا جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے۔

۳۔ آیہ لیلۃ المبیت (سورہ بقرہ/۲۰۷): "لوگوں میں سے بعض لوگ وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضی پروردگار کے لئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے۔" اکثر مفسرین اہلسنت اور تمام مفسرین اہل تشیع کا ماننا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی، یہ آیت شب ہجرت اس وقت نازل ہوئی جب علیؑ بستر رسولؐ پر تلواروں کے سائے میں سو رہے تھے۔

۴۔ آیہ ولایت (سورہ مائدہ/۵۵): "ایمان والو! بس تمہارا ولی اللہ ہے، اس کا رسول ہے اور وہ صاحبان ایمان جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکاۃ دیتے ہیں۔" مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت مولا علیؑ کی شان میں

نازل ہوئی ہے، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ نے حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دی، یہ کام کسی اور نے انجام نہیں دیا۔
۵۔ آیہ خیر البریہ (سورہ بینہ/۷): "بے

شک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک اعمال انجام دیئے ہیں وہ بہترین خلایق ہیں" مفسرین اور محدثین حضرات نے متعدد طرق سے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۶۔ آیہ مؤذن محشر (سورہ اعراف/۳۴): "جنتی لوگ جہنمیوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو کچھ ہمارے پروردگار نے ہم سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے پایا، کیا تم نے بھی حسب وعدہ حاصل کر لیا ہے؟ وہ کہیں گے: بیشک! پھر ایک منادی ندا دے گا کہ ظالمین پر خدا کی لعنت ہے۔"

شیعہ روایتوں کے علاوہ اہلسنت روایات کے مطابق بھی اس آیت میں مؤذن سے مراد حضرت علیؑ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے۔ اہلسنت حضرات نے مولا علیؑ سے روایت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: "انا مؤذن ذالک" میں ہی وہ مؤذن ہوں (جو حشر میں ندا دے گا)۔

خلاصہ یہ کہ اسلامی محققین کے مطابق قرآن میں ۱۶ آیتیں ایسی ہیں جو حضرت علیؑ علیہ السلام کی ذات گرامی سے مخصوص ہیں۔ اگر ان آیتوں کو بھی شامل کر لیا جائے جن میں حضرت علیؑ عمومی طور پر شامل ہوتے ہیں تو کل آیتوں کی تعداد اچھی خاصی ہو جائے گی۔

محسن اسلام حضرت ابوطالبؑ جیسے شفیق والد کی سرپرستی اور ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰؐ جیسے پیغمبر اور بھائی کی تربیت اور ان سے بڑھ کر ارادہ و مشیت الہی نے مولائے کائنات، سید الاوصیاء،

امیر المؤمنینؑ، امام المتقین حضرت علیؑ علیہ السلام کی زندگی کو اس طرح آراستہ کیا کہ قرآن نے متعدد جگہوں پر صرف ان کا قصیدہ ہی نہیں پڑھا بلکہ ان کی شخصیت کو قرآنی آئینہ سے دنیا پر آشکار رہنے کے لئے بعض آیتوں کو ان سے مخصوص کر دیا یہاں تک کہ بعض محققین کا ماننا ہے کہ قرآن میں جہاں پر بھی "اے صاحبان ایمان!" کی تعبیر آئی ہے اس کے اصلی مخاطب حضرت علیؑ علیہ السلام کی ذات گرامی ہے۔

☆☆☆

قطعہ

ساقی با وفا منم، دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
صوفی با منم، دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
عاشق مرتضیٰ منم، دم ہمہ دم علیؑ علیؑ
مطرب خوشنوا منم، دم ہمہ دم علیؑ علیؑ

شمس تبریز

☆☆☆





در علی پر، شہنشاہ اعظم نیپولین بوناپارٹ

کچھ ڈاکٹر عظیم امر و ہوی

اور تاریخ کا ایک عظیم انقلاب لایا۔ نیپولین نے انگریز اور اس کی سیہ کار حکومت کا جینا دشوار کر دیا اور تاریخ کے اس جری اور شجاع حکمران نے عظیم فتوحات حاصل کیں۔

اسی بہادر نیپولین نے جب اسلامیات کا مطالعہ کیا تو دل میں نیرنگی اور دماغ میں ایک انقلابی کیفیت پیدا ہوئی، اس کے احساسات نے انگریزی کی اور ذہن مزید بیدار ہوا طرح طرح کے نئے نئے سوالات اس کے دماغ میں جنم لینے لگے۔ عیسائی گھرانے سے تعلق رکھنے اور اسی مسلک پر چلنے کے باوجود اس نے عیسائی

پادریوں سے بحث و مباحثہ کیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیائے عیسائیت میں اس کو بری نظر سے دیکھا جانے لگی۔

یورپ کی تاریخ گواہ ہے کہ نیپولین کا عہد حکومت خطرناک لڑائیوں اور بڑی

بڑی جنگوں میں گزرا ہے۔ ان جنگوں میں اکثر ایسے مواقع بھی آئے کہ نیپولین کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا، بڑے بڑے نازک حالات بھی پیدا ہوئے اور دشمن کے سپاہیوں کے درمیان بھی گھر گیا اور اس کی فوج کو بھی ندامت اور ذلت اٹھانی پڑی۔ لیکن ایسے نازک اور مشکل وقت میں اس نے خدا کے علاوہ اگر کسی سے مدد مانگی ہے تو ان معصوم اور مقدس ہستیوں سے جو خداوند عالم کی پسندیدہ اور محبوب شخصیات ہیں۔

نیپولین ایک مرتبہ دشمن کی فوج میں گھر گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لشکر میں بھی بغاوت کے آثار نظر آنے لگے جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان ہو گیا۔ اس نازک ترین وقت میں فرانس کے اس شہنشاہ اعظم نے مولائے کائنات حضرت علی سے

مولائے کائنات حضرت علی کا در بھی وہ در ہے کہ جہاں کارلائل اور جارج جرداق سے لیکر اکراکاتک نہ جانے کتنے دانشور، مفکر، حکمران شہنشاہ، صوفیاء علماء شعراء ادباء اور مختلف مذاہب کے مبلغین و محققین نظر آتے ہیں۔ سب نے اپنے اپنے انداز میں خراج عقیدت پیش کیا ہے اور متاثر ہوئے۔ بلکہ اتنے متاثر ہوئے کہ بہ وقت پریشانی اور مشکل میں امداد بھی طلب کی۔ اور تاریخ شاہد ہے کہ مشکل کشائے عالم نے ان کی مدد بھی کی اور مشکل حل ہوئی۔



جب ہم مولانا ابوالکلام آزاد کا 'السلال' مکتبہ ۱۹۱۳ء سے ۱۹۱۷ء تک کی فائلیں، نیاز فتحپوری کے ماہنامہ 'انگار' لکھنؤ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۳۲ء تک کے شمارے

'التدریس' سہ ماہی دہلی کی جلدیں ۱۹۱۹ء سے ۱۹۳۷ء تک اور 'اعراف اسلام' لاہور کے جنوری ۱۹۶۷ء کے شماروں کا مطالعہ کرتے ہیں تو فرانس کے شہنشاہ اعظم نیپولین کی مولائے کائنات حضرت علی سے عقیدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولائے کائنات کے بارے میں نیپولین کی عقیدت کا ذکر کرنے سے پیشتر یہ ضروری ہے کہ بتادیا جائے کہ نیپولین ایک غریب گھرانے میں پیدا ہو کر بوڑھی ماں کی محنت کی کمائی کے سوکھے ٹکڑے کھا کر پلنے والا نوجوان تھا اور اسے ساری طاقت ماں کے کھلائے ہوئے سوکھے ٹکڑوں سے حاصل ہوئی تھی۔ وہ فوج میں ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے بھرتی ہو کر جرنل تک پہنچا اور پھر فرانس جیسے ملک کے تحت و تاج پر قابض ہو کر حکمران بنا

عقیدت سے بھرپور اور والہانہ انداز میں فریاد کی اور مشکل کشائے عالم کو اس طرح مدد کے لیے پکارا کہ.....

''اولارڈ علی! بیشک تو ہی رسول آخر کا داماد ہے۔ تو آزاد بندوں کا کعبہ اور نیکوکاروں کا قبلہ ہے۔ اومائی لارڈ! تو ہی حیدر کرار اور غیر فرار ہے جس نے طفلی میں عظیم الجثہ اژدہا چیر کر دو پارہ کر دیا۔ تجھ ہی کو کو ذوالفقار عطا کی گئی۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو ہی اللہ کی تلوار ہے۔ اور تو ہی اس تلوار کی جھنکار ہے۔ تو ہی خدا کی قدرت اور خدا کا چہرہ ہے۔ اے سورج کو پلٹانے والے اور نجوم و کواکب کو جھکانے والے علی! تو آسمان کا بھید ہے اور خود

تیری ذات پُر اسرار ہے جس کی خلقت پر حق تعالیٰ ناز کرتا ہے، اور قدرت حق

فخر سے سراٹھاتی ہے۔ خیر تو ہی پیغمبر اعظمؐ کے خاص جھنڈے کو اٹھانے والا اور مرحب و عنتر ایسے سورماؤں کا نام و نشان مٹانے والا ہے۔ اولارڈ علی! تیرا اور رسولؐ گرامی کا گوشت پوست چونکہ ایک ہی ہے اس لیے میرے سوانہ رسول اعظمؐ کا کوئی اور ہمسرہ ہو سکتا ہے نہ جانشین۔ محمدؐ کے ایک ایک سپاہی کی زبان پر تیری حمد و ثنا ہے کہ تو ہی غضنفر و صفدر ہے اور اسلام کے جس لشکر نے دشمنان دین کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور دنیا میں فتح و ظفر کا جھنڈا گاڑا، اس لشکر اسلام کا سپہ سالار تو ہی ہے۔ حرم محترم تجھ پر فخر کرتا ہے کہ تو اس کا آبدار موتی ہے۔ مائی لارڈ! اغیار و کفار تو بتوں کی بندگی میں لگے رہتے تھے اور تواضنام کو توڑ کر نیست و نابود کرتا تھا۔ تیری ضرورت پر سچے مومن ہی کو نہیں بلکہ جو لوگ تیری شان کے منکر و شوخ و گستاخ ہیں ان کو بھی تیری احتیاج ہے۔ یہ اس لیے کہ تو خدا کا ہاتھ ہے اور تیری گرفت اتنی مضبوط ہے کہ جس سے چھوٹ کر ٹکنا سخت دشوار ہے۔ تیری تعریف اس سے زیادہ اور کیا ہو سکے گی کہ اس دار فانی میں بھی تیری حکومت ہے اور اس جہان میں بھی تیری ہی حکومت ہوگی۔

اولارڈ علی! میں ایک ناچیز بندہ ہوں اور تو ہی میرا آقا و مولا ہے۔ تو میرا غمخوار و مددگار ہے، تو ہی مظلوم کا ناصر، مغموم

کا مونس اور بے کس و بے بس کا حامی ہے۔ مجھ پر غم و الم کی کالی بھیانٹ رات چھا گئی ہے۔ اے انوار کے مطلع! اسے سحر کر دے، میرے آقا فرنگی اشرار نے پھر ایک دفعہ سراٹھایا ہے تو ہی قاتل اشرار ہے، میری مدد کو آ۔ اے بازوئے احمد میرا بازو پکڑ لے، اے اللہ کے ہاتھ! تو ہی بے دست کا یاد و مددگار ہے۔ اولارڈ! یہ انگریز کی فوج نہیں ایک شامی لشکر امنڈ آیا ہے اس کی یلغار کو روک دے۔ اے نجف کے والی! یہ جنگ معرکہ کربلا کے مانند ہے۔ اے شبیر کے والد گرامی! میری مدد کر کہ تو ہی باطل کا دشمن اور حق کا طرفدار ہے۔ اس غم و الم میں میرا دل رورہا ہے

اور اس روتے ہوئے دل کی تسکین صرف تو ہے اور تو ہی میری ڈھارس بندھانے والا ہے۔ اولارڈ علی! میدان

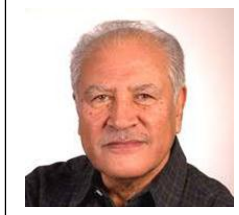
''اولارڈ علی! بیشک تو ہی رسول آخر کا داماد ہے۔ تو آزاد بندوں کا کعبہ اور نیکوکاروں کا قبلہ ہے۔

جنگ میں ذرا اپنی ذوالفقار کو چمکا اور اس کے جواہر دکھا۔ اے شیر خدا! پر ہیبت آواز میں گونج تاکہ دشمن کے ہوش اڑ جائیں، اولارڈ علی! میری کشتی کو بھنور سے نکال کہ ڈوبتی نیا کو پار لگانے والا تو ہی ہے۔ اولارڈ! بونی (نیپولین) کی تجھ سے فریاد ہے کہ امداد کا وقت آپہنچا ہے۔ اب میری مدد فرما اور مجھے فتح و نصرت عطا کر۔'' نیپولین کی اس فریاد کا اردو ترجمہ حکیم سید محمود گیلانی نے کیا ہے۔ اس فریاد کا یہ اثر ہوا کہ کچھ ہی دن بعد جنگ کے حالات بدل گئے اور نیپولین اور اس کی فوج دشمن کی فوج پر حاوی ہو گئی اور جنگ میں نیپولین کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس نے فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

حقیقت یہ ہے کہ در علیؑ پر کائنات کی بگڑی بنتی ہے اور جس نے بھی عقیدت اور صمیم قلب سے انھیں مدد کے لیے پکارا ہے اس کی ضرورت مدد کی گئی ہے اور کائنات کو یہ راز جنگ خیر کے موقع پر مرسل اعظم حضرت محمد مصطفیٰؐ بتا گئے ہیں: "یا علی مدد"

حضرت علی کی اساطیری شخصیت

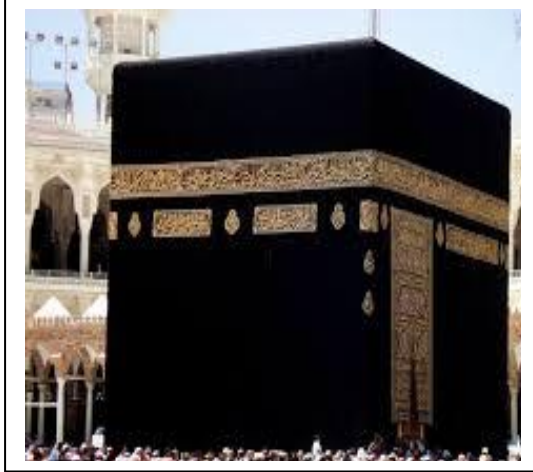
رحمہ رضا علی عابدی (لندن)



میرا نوجوان بیٹا کہیں سے کوئی تقریر سن کر آیا ہے۔ تقریر میں بتایا گیا تھا کہ حضرت علیؑ ابھی چند روز کے تھے اور گھر کے ایک تنہا کمرہ میں اپنے پالنے میں لیٹے تھے کہ کہیں سے سات سروں کے اژدھے نے آکر ان پر حملہ کیا۔ دودھ پیتے بچہ نے

اژدھے کا گلا گھونٹ ڈالا اور جب تک وہ مر نہیں گیا تب تک اسے نہیں چھوڑا۔ اب میرا بیٹا مجھ سے مسلسل پوچھ رہا ہے کہ کیا یہ روایت صحیح ہے؟ ابا! کیا آپ کو اس پر یقین ہے؟ بابا! کیا آپ کی عقل اسے تسلیم کرتی ہے؟ بالفاظ دیگر وہ مجھے بتائے جا رہا ہے کہ خود اسے یقین نہیں ہے! اور خود اس کی عقل اس

چیز کو تسلیم نہیں کر پارہی ہے!۔ جب ایک روز اس نے بہت اصرار کیا تو میں نے مختصر سا جواب یہ دیا کہ بیٹے اس طرح کے لوگوں کے بارے میں اس طرح کی روایتیں چلی آتی ہیں اور اس طرح کی روایتوں کو ان کی باقی تمام زندگی سے اگر کاٹ کر دیکھو گے تو عقل یقیناً ستاتی ہے لیکن بیٹا! کرامات، حیات سے جدا نہیں ہوا کرتیں۔ حیات پر نگاہ نہ ہوگی تو کرامات پر یقین بھی نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پہلے دونوں کو یکجا کرو تو یہ تو نہیں ہوگا کہ چھوٹی چھوٹی ہتھیلیوں میں کچلے جانے والے سات سروں کے اژدھے کے دو ہونے پر یقین آجائے گا البتہ یہ بھی نہیں ہوگا کہ ذہن شکوک میں مبتلا ہو اور ایک روایت پر شک کرتے کرتے تمام حیات کو شک کی نگاہ سے دیکھنے لگو۔



میرا خیال تھا کہ نئی نسل کا یہ نیا جوان میری اس دلیل کو سمجھ نہیں پائے گا، اس نے اعتراف بھی نہیں کیا کہ وہ سمجھ گیا ہے لیکن اس کی بہنوں نے مجھے بتایا کہ شہر کے کتب خانوں میں حضرت علیؑ کی سوانح ڈھونڈتا پھر رہا ہے اور میں اپنے بیٹے کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ اب وہ اگلا سوال لیکر

میرے پاس آئے گا۔ اور اس سوال کا جواب میرے پاس نہیں ہے۔ اسے ایک ایسی مکمل مفصل اور جامع کتاب کی تلاش ہوگی جو نئے دور کے نئے ذہن میں اٹھنے والے سوالوں کے تمام جواب فراہم کر دے اور اب میں جانتا ہوں کہ شرمساری میرا مقدر ہے کیونکہ میرے دور کی

میری نسل نے تاریخ انسانی کی اس ہستی کی مکمل سیرت ابھی تک رقم نہیں کی ہے۔ جس کی فکر، جس کی نظر، جس کے ذہن، جس کے عمل، جس کی تدبیر، جس کے عدل، جس کی شجاعت اور سب سے بڑھ کر جس کے علم کے کتنے ہی پہلوؤں پر آج تک دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں اور یہ دبیز پردے منظر ہیں کہ علم و تدبیر، تاریخ شناسی، تحقیق، تجزیے اور تجسس کے عوامل کو یکجا کر کے کوئی اٹھے اور ان پردوں کو اٹھائے۔ ایک دنیا جانتی ہے کہ تاریخ اور سیرت پر جیسی تحقیق اور جیسی تصنیف ہند میں ہوئی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ اور یہ صرف اس لئے نہیں کہ ہند والوں کو ایسی کوئی لگن تھی بلکہ اس لئے تھی کہ اچھے وقتوں میں اتنا بہت سا مواد اس طرف چلا آیا کہ یہاں کے لوگوں کو سند کی تلاش میں کہیں دور نہیں جانا پڑا۔ ترکی، شام، عراق اور مصر سے اونٹوں کی

بیٹھ پر نہیں جہازوں میں لد کر بڑے بڑے صندوقوں میں یہ کتابیں ہندوستان آئی تھیں۔ جب اسپین لٹ رہا تھا اس وقت کی کتابیں، جب بغداد پامال ہو رہا تھا اس وقت کی کتابیں ہندوستان میں آئی تھیں، ان سے استفادہ ہوا تھا اور بہت سا کام جو کہیں

عربستان میں ہوتا وہ یہاں ہندوستان میں سرانجام پایا تھا۔ یہ بات زیادہ پرانی نہیں کہ جب کل تاریخ انسانی کی عظیم کتاب "نہج البلاغہ" جمع کرنے والے پر لعن طعن کا سلسلہ جاری تھا کہ جناب علی ابن ابیطالبؑ کے نام سے خطبے گھر میں بیٹھ کر لکھ لئے گئے ہیں۔ اس وقت دہلی

سے چند کوس پرے، رامپور میں مولانا

انتیاز علی عرشی مرحوم نے وہ اصل حوالے نکال کر دکھادیئے جہاں سے یہ خطبہ نہج البلاغہ میں نقل کئے گئے تھے۔ میں نے سنا ہے کہ اس تحقیق میں بہت سارے گوہر آبدار مولانا کے ہاتھ آئے۔ اسی موقع پر انہوں نے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب سے کہا: "حضرت عمر کے خطبے اتنے تواتر کے ساتھ میری نظر سے گزرے ہیں کہ اگر انہیں جمع کروں تو نہج البلاغہ جیسی ضخیم کتاب بن جائے۔" کہتے ہیں کہ اس پر ڈاکٹر ذاکر حسین نے کہا: "مولانا! یہ کام کر ڈالئے، نہج البلاغہ کے حق میں بہت اچھا ہوگا۔ بس یہ ہے کہ کوئی تجسّس کے پتھر کو تحقیق کے پتھر پر رگڑے اور بس۔"

حیاتِ علیؑ پر تحقیق کرنے والے بعض لوگ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک حصہ تاریکی میں کہیں گم ہے۔ چند برس جناب امیر کے ایسے ہیں کہ واضح طور پر یہ پتہ نہیں چلتا کہ انہوں نے کہاں اور کیسے گزارے!۔ کوئی کہتا ہے کہ گھر میں بیٹھ رہے اور تفسیر قرآن تحریر کی، کسی کا قیاس ہے کہ ہند کی طرف چلے گئے اور ایک عرصہ بعد وہاں سے واپس آئے۔ برٹش لائبریری میں ایک مخطوطہ ہے "حال جنگ کابل" یہ کتاب میرٹھ کے ایک سپاہی نے لکھی تھی جو انگریزوں کی فوج کے ساتھ افغانستان گیا تھا، ساری کتاب اس بات سے بھری پڑی ہے کہ اہل افغانستان کو یقین ہے کہ حضرت علیؑ افغانستان تشریف لائے تھے۔ اسی طرح

انبالہ کے منشی امیر چند کا ایک سفر نامہ ہے جس میں انہوں نے پیشاور اور کوئٹہ کے نواح میں سنی جانے والی وہ روایتیں نقل کی ہیں جن سے علاقہ کے لوگوں کا یہ یقین ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیؑ یہاں تک تشریف لائے تھے۔ وہ تو خیر حیدرآباد سے نجیب آباد تک لوگ روایتیں بھی سناتے ہیں اور



نشانیاں بھی دکھاتے ہیں لیکن افغانستان والوں کی روایتوں میں اصرار بہت ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے سوویت سرحد کے قریب حضرت علیؑ کا ایک روضہ بھی تعمیر کر رکھا ہے اور میں یہ بات بالاصرار کہتا ہوں کہ یہ ساری باتیں محض سنی سنائی ہیں۔ یہ بات یقینی ہے کہ ہر چٹان، ہر گڑھے، جھیل اور دریا کو تاریخ کی نشانی سمجھ لینا

محض سادگی ہے۔ کہیں کہتے ہیں کہ سیاہ دیو پڑا ہے جسے جناب امیرؑ نے زخمی کیا تھا۔ کہیں وہ عصا دفن ہے جو جناب امیرؑ نے خود تشریف لانے کے بجائے سینکڑوں میل دور سے اچھا لیا تھا۔ ماننا کہ یہ سب کہانیاں افغانیوں نے بنالی ہیں مگر کیا یہ قطعاً بے سروپا ہیں؟ کیا ان کی تہہ میں ذرا سی بھی حقیقت نہیں چھپی ہے؟ کیا ان میں سچ کا ذرا بھی شائبہ نہیں پایا جاتا!؟۔ نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، مجھ پر غلو کا الزام آتا ہے آئے، خلیفہ وقت حضرت علیؑ نے ایک روز تمام اہل کوفہ کو ایک بڑے میدان میں جمع کیا اور اس بار پالان شتر کا چان تو نہیں بنایا گیا لیکن اس بار بھی بلندی پر کھڑے ہوئے اور اب اس بڑے مجمع سے مخاطب ہو کر بولے کہ ہے تم سے کوئی جو میرے اس دور خلافت میں بھوکا پیاسا ہو؟ سارے مجمع نے بیک آواز کہا: "نہیں۔" جہاں دور دور تک سر ہی سر نظر آرہے تھے، ایسے مجمع سے حضرت علیؑ نے پوچھا: "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس کے ساتھ میں نے نا انصافی کی ہو؟"۔ سارے مجمع نے کہا: "نہیں۔"

آج چودہ سو سال بعد میں نے اپنے جوان بیٹے کو تاریخ کی یہی روایت پڑھ کر سنائی اور اب پوچھا کہ کیا تمہیں اس واقعہ کی صداقت میں کوئی شبہ ہے؟ میرے بیٹے نے کہا: "نہیں۔"

انسان کامل حضرت علی علیہ السلام کی حیات کامل

کھ ڈاکٹر مظفر سلطان حسن ترائی

چنانچہ مثال کے طور پر اگر آپ محراب عبادت میں سب سے بڑے عابد ہیں تو میدان جہاد میں سب سے بڑے مجاہد ہیں، اگر مسجد میں سب سے بڑے نمازی ہیں تو مقتل میں سب سے بڑے غازی بھی ہیں، اگر مسند قضاوت پر سب سے بڑے قاضی ہیں تو منبر خطابت پر سب سے بڑے خطیب بھی ہیں، اگر آپ رسول خدا کے سب سے بڑے معین و مددگار ہیں تو دین خدا کے سب سے بڑے حافظ و محافظ اور پاسدار بھی ہیں۔

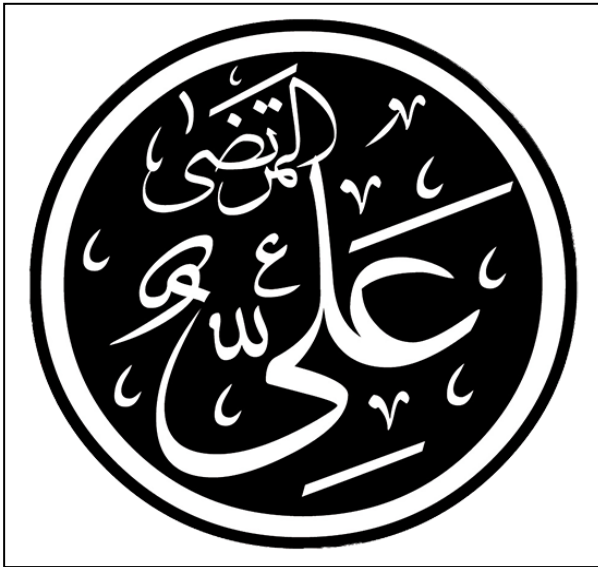
حضرت علیؑ کی وہ اعلیٰ و بالا ذات پاک ہے کہ انہیں رسول خدا نے "باب مدینۃ العلم" یعنی شہر علم کا دروازہ اور "قرآن ناطق" یعنی بولتا قرآن کا لقب دیا ہے تو

اللہ تبارک و تعالیٰ نے "ید اللہ" یعنی اللہ کا ہاتھ، "لسان اللہ" یعنی اللہ کی زبان، "عین اللہ" یعنی اللہ کی آنکھ، "اذن اللہ" یعنی اللہ کا کان، "جنب اللہ" یعنی اللہ کا پہلو اور "نفس اللہ" یعنی اللہ کا نفس جیسے الہی خطابات سے سرفراز فرمایا ہے۔

یہ سب فضائل و مناقب حضرت علیؑ کی ان پر خلوص

خدمتوں کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اور حضرت رسول اللہؐ کی طرف سے صلہ اور بدلہ ہے جو آپ نے اللہ کے دین کی تبلیغ و حفاظت اور اللہ کے رسول کی نصرت و حمایت کے سلسلہ میں انجام دی ہیں چنانچہ جہاں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی مقدس و بابرکت کتاب "قرآن" میں حضرت علیؑ کی شان مبارک میں بہت سی آیتیں نازل کی ہیں وہیں حضرت رسول اللہؐ نے بھی آپ کی عظمت و فضیلت میں بے شمار حدیثیں ارشاد فرمائی ہیں۔

ویسے دنیا میں ایسے کتنے ہی ہزاروں انسان گزرے ہیں جنہوں نے اپنے اپنے مخصوص میدانوں میں نمایاں خدمات انجام دے کر اپنے شاندار کاموں اور عظیم الشان کارناموں کے ذریعہ دنیا میں بڑا نام پیدا کیا ہے اور شہرت و مقبولیت حاصل کر کے اپنا نام روشن کیا ہے لیکن ایسے لوگوں کے تمام کاموں اور کارناموں کا میدان کسی نہ کسی ایک خاص اور مخصوص شعبہ تک ہی محدود رہا ہے، ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا انسان کامل نہیں ہے جو ایک ساتھ الگ الگ مختلف شعبوں میں یکساں غیر معمولی خداداد اور عبقری صلاحیت و مہارت رکھتا ہو!۔



البتہ تاریخ انسانیت اور عالم بشریت میں صرف باب مدینۃ العلم مولا علیؑ مشکک شایر خدا کی اعلیٰ و بالا ذات پاک ہی واحد ایسی کامل و اکمل اور مکمل ذات والا صفات اور باکمال شخصیت ہے جسے انسان کامل کی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ آپ ایک ہی وقت میں ایک ساتھ بے شمار معجزانہ صفات و کمالات کے مالک ہیں۔ ایک طرف جہاں

آپ شریک نور رسالت ہیں وہیں دوسری طرف مظہر صفات خدا بھی ہیں۔ اسی لئے آپ کو رسول اللہؐ نے کل ایمان کا خطاب دیا تو اللہ تعالیٰ نے مظہر العجائب کا لقب عطا کیا ہے۔ اس لئے کہ آپ کی ذات والا صفات میں ایک ساتھ بے شمار عبقری صفات و خصوصیات اور فضائل و کمالات اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے جمع کر دیئے تھے۔

"یا علی انت قسیم النار والجنة" یعنی اے علی تم جہنم و جنت کے تقسیم کرنے والے ہو۔

یہاں تک کہ جب آپ کی الفت و محبت اور آپ سے بغض و عداوت کا سوال آیا تو سرکارِ دو عالمؐ نے آپ کی الفت و محبت کو ایمان اور آپ سے بغض و عداوت کو نفاق قرار دیتے ہوئے فرمایا: "لایحبہ الا مؤمن ولا یبغضہ الا منافق" یعنی علی سے الفت و محبت نہیں رکھے گا مگر وہ جو مومن ہوگا اور ان سے بغض و عداوت نہیں رکھے گا مگر وہ جو منافق ہوگا، آپ نے یہ بھی فرمایا: "علی وہ ہیں جو اللہ و رسول کو دوست رکھتے ہیں اور اللہ و رسول ان کو دوست رکھتے ہیں۔"

ظاہر ہے کہ یہ ساری فضیلتیں حضرت علیؑ کی ان تمام شاندار خدمتوں اور ان کے بے مثال عظیم الشان کارناموں کا صلہ اور نتیجہ اور جزا و انعام ہیں جو آپ نے خدا کے دین اور اس کے رسولؐ کی نصرت و حمایت اور اعانت و حفاظت کے سلسلہ میں انجام دیئے ہیں۔

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ اسلام کی سب سے پہلی مجلس تبلیغ دعوت ذوالعشرہ سے لے کر ہجرت کے واقعہ اور بدر و احد اور خندق و خیبر کے معرکوں تک ہر مشکل مرحلہ اور نازک موقع پر اسلام اور رسول اسلامؐ کی نصرت و حمایت میں حضرت علیؑ ہمیشہ پیش پیش اور سب سے آگے آگے رہے ہیں۔

دعوت ذوالعشرہ کی سخت منزل میں جہاں عرب کے بڑے بڑے سردار حضرت رسول اللہؐ کی مخالفت کر رہے تھے وہاں ایسے سخت ماحول میں حضرت علیؑ نے آپؐ کی

نصرت و مدد کا اعلان کر کے اسلام کے کاروان تبلیغ کے لئے راستہ ہموار کیا پھر ہجرت کی رات جب کفار و مشرکین کے چالیں سردار سازش کر کے حضور پر نورؐ کو شہید کرنے کے ناپاک ارادہ سے آپؐ

چنانچہ جب آپ کے علم و حکمت کی بات آئی تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "انا مدینۃ العلم و علی بابہا" یعنی میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، اور فرمایا: "انادار الحکمۃ و علی بابہا" یعنی میں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

جب آپ کی خلقت اور طینت کی بات آئی تو نور اول باعث تخلیق کائنات ختمی مرتبتؑ نے ارشاد فرمایا: "انا و علی من نور واحد" یعنی میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں اور یہ بھی فرمایا: "انا و علی من شجر واحد" یعنی میں اور علیؑ ایک ہی شجر اور ایک ہی درخت سے ہیں یعنی دونوں کی اصل ایک ہی ہے گویا دونوں ایک ہی اصل اور ایک ہی نسل سے ہیں۔

اسی طرح جب آپ کی عظمت و جلالت کا اعلان کرنا مقصود ہوا تو ارشاد فرمایا: "النظر الی وجہ علی ابن ابیطالب عبادۃ" یعنی علیؑ کے چہرہ پر نظر کرنا عبادت ہے اور یہ بھی فرمایا: "ذکر علی عبادۃ" یعنی علیؑ کا ذکر کرنا عبادت ہے۔

جب آپ کی صداقت و طہارت کی بات آئی تو ارشاد فرمایا: "علی مع القرآن و القرآن مع علی" یعنی علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔ جب آپ کی حقانیت کی بات آئی تو ارشاد فرمایا: "علی مع الحق و الحق مع علی" یعنی علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے

ساتھ ہے۔ جب آپ کے اقتدار و اختیار کی بات آئی تو ارشاد فرمایا: "یا علی انت امام امتی و وصی" یعنی اے علی تم ہی میری امت کے امام ہو اور تم ہی میرے وصی ہو، اسی طرح فرمایا:

حضرت علیؑ کی وہ اعلیٰ و بالا ذات پاک ہے کہ انہیں رسول خداؐ نے "باب مدینۃ العلم" یعنی شہرِ علم کا دروازہ اور "مترآن ناطق" یعنی بولتا مترآن کا لقب دیا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے "ید اللہ" یعنی اللہ کا ہاتھ، "لسان اللہ" یعنی اللہ کی زبان، "عین اللہ" یعنی اللہ کی آنکھ، "اذن اللہ" یعنی اللہ کا کان، "جنب اللہ" یعنی اللہ کا پہلو اور "نفس اللہ" یعنی اللہ کا نفس جیسے الہی خطابات سے سرفراز فرمایا ہے۔

کے خانہ مبارک کو گھیرے ہوئے تھے ایسے نازک اور پر خطر موقع پر حضرت علیؑ نے بے مثال جذبہ ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکمِ خدا سے حضرت رسول اللہؐ کے بستر مبارک پر چالیس تنگی تلواروں کے سائے میں دشمنوں کے زغہ میں بے خوف و خطر سوکر آپؐ کی جان کی حفاظت کی، اسی طرح جنگِ خندق کے مشکل مرحلہ میں جہاں عمرو بن عبدود جیسا ایک ہزار جوانوں کی طاقت رکھنے والا طاقتور پہلوان جب خندق پھاند کر حضرت رسول اللہؐ کے خیمہ مبارک کے پاس آکر گستاخی اور بے ادبی کرنے لگا اور جنت کے وجود پر طنز کر کے اسلام کی صداقت و حقانیت کو چیلنج کرنے لگا اور لوگوں کو اپنے مقابلہ کے لئے لکارا تو حضرت رسول اللہؐ کے اعلان اور فرمان پر یہاں بھی حضرت علیؑ ہی نے اتنے بڑے نامور پہلوان کا تن تنہا بے مثال مردانگی اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے اس کو جہنم رسید کر کے دین اسلام کی حقانیت و صداقت کی حفاظت کی اور اسی طرح جنگِ خیبر کے نازک موقع پر بھی جب دن پر دن گزرتے جا رہے تھے اور قلعہ خیبر فتح نہیں ہو پا رہا تھا جس کی وجہ سے مسلمانوں کی ہنسی اڑ رہی تھی اور رسوائی و جگہ ہنسائی ہو رہی تھی تو حضرت رسول اللہؐ نے ایسے سخت وقت میں یہ اعلان کیا کہ میں کل علم اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو مرد میدان ہوگا، کرار ہوگا، غیر فرار ہوگا، اللہ اور رسول اس کو دوست رکھتے ہوں گے اور وہ اللہ و رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اس اعلان کے بعد جب دوسرے دن حضرت رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو علم دیا اور آپؐ علم لے کر میدان میں آئے تو نہ صرف یہ کہ مردانہ شجاعت کے ساتھ مرحب و عنتر اور حارث جیسے نامور پہلوانوں کو قتل کیا بلکہ خیبر اور قنوص جیسے قلعوں کو بھی فتح کر کے ان پر قبضہ کیا اور ان پر اسلام کا پرچم لہرا کر اسلام اور مسلمانوں کو سرخرو کیا۔

مختصر یہ کہ تبلیغ اسلام کے آغاز سے انجام تک حضرت علیؑ نے ہمیشہ جس جذبہ ایثار سے سرشار خدمتِ دین میں زحمت اٹھائی اس کا نتیجہ تھا کہ قرآن کریم کے ارشاد "هل جزاء الاحسان الا الاحسان" یعنی احسان کا بدلہ سوائے احسان کے کچھ اور نہیں ہے، کے مطابق حضرت علیؑ کے ان تمام بے شمار احسانوں کا صلہ اللہ نے

ان کو ایک ایسی عظمت کے طور پر عطا کی جو نہ تو آج تک کبھی کسی کو ملی ہے اور نہ ہی آئندہ کسی کو ملے گی اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی ولادت کے لئے بھی اپنا گھر یعنی خانہ کعبہ دے دیا و شہادت کے لئے بھی اپنا گھر یعنی مسجد کوفہ دے دیا۔ گویا حضرت علیؑ ولادت کے اعتبار سے مولود کعبہ ہیں تو شہادت کے اعتبار سے شہید محراب ہیں۔

اس طرح یہ حضرت علیؑ کی مخصوص فضیلت ہے جس میں کوئی بھی شریک نہیں ہے۔ اس زاویہ سے دیکھیں تو گویا حضرت علیؑ کی پوری زندگی کا سفر اللہ کے گھر سے اللہ ہی کے گھر تک کا انتہائی کامیاب اور مکمل سفر قرار پاتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ کامیاب اور کامل زندگی کون سی ہوگی جو اللہ کے گھر سے شروع ہو کر اللہ ہی کے گھر میں مکمل ہو جائے!

اسی لئے حضرت علیؑ نے مسجد کوفہ کی محراب میں حالت نماز میں سر مبارک پر ابنِ مطہم ملعون کی تلوار کھانے کے بعد فرمایا: "فزت ورب الکعبة" یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا!۔ اسی کامیاب ولادت و شہادت کی ترجمانی شاعر کی زبانی یوں کی جا رہی ہے:

عین کعبہ میں ولادت ابتدا ایسی تو ہو
عین مسجد میں شہادت انتہا ایسی تو ہو
آپ کی کامل زندگی کو شاعر نے اس طرح بیان کیا:
بولے احمد شبِ ہجرت مرا بستر لے لو
فخر سے خم نے کہا آؤ یہ منبر لے لو
آیا جس دم مرے مولا کی ولادت کا سوال
ہو کے خوش حق نے پکارا کہ مرا گھر لے لو



نور مائیکرو فلم سینٹر (دہلی) کی علمی خدمات

کچھ ادارہ

ایران کلچرل ہاؤس نئی دہلی میں واقع نور انٹرنیشنل مائیکرو فلم سینٹر کا قیام مشہور عالم دین و دانشور قاضی نور اللہ شوستری (شہید ثالث) کی علمی و دینی خدمات کے اعتراف میں ۱۹۸۵ء میں ڈاکٹر مہدی خواجہ پیری کی کوشش سے عمل میں آیا۔

اس سینٹر کے ڈائریکٹر مہدی خواجہ پیری کی رہنمائی میں بڑی

اہم علمی و فربہگی

خدمات انجام پائی ہیں۔

اس سینٹر نے ہندوستان

کے کتاب خانوں میں

موجود (عربی، فارسی،

اور اردو کے ساٹھ ہزار)

قلمی نسخوں کو

ڈیجیٹلائز کر کے مائیکرو

فلم کی شکل میں تحفظ

فراہم کیا ہے، جن میں لکھنؤ، دہلی، گجرات، مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ اور ڈاکٹر ذاکر حسین لائبریری جامعہ ملیہ اسلامیہ دلی قابل ذکر ہیں۔

نور مائیکرو فلم سینٹر نے قدیم قلمی نسخوں کو جدید ٹیکنالوجی کے ذریعہ مرمت کر کے انھیں پھر سے حیات نو بخشی ہے اور ۴۰۰ سے زائد قلمی نسخوں کی تجدید اشاعت کی ہے۔ جبکہ مختلف کتابخانوں کے عربی، فارسی، انگریزی کے اب تک ۷۵ کٹلاگ تیار کر کے انھیں کتابی شکل دی ہے۔

نور مائیکرو فلم کے شعبہ دانشنامہ میں موجود محققین کے ذریعہ مؤلفات شیعہ یعنی شیعہ علماء کی کتابوں کا تعارف، تذکرہ علماء یعنی مفصل طور پر ان کے زندگی نامے جنکی فی الحال ۱۴ جلدیں تیار ہو چکی ہیں اور علمائے اعلام کے اجازے جیسے اہم موضوعات پر تحقیقی کام عمل وجود میں آئے ہیں۔

شعبہ خطاطی کے زیر اہتمام نادر و نایاب خطوط میں قرآن کریم کی خطاطی ہینڈ میڈ پیپر اور چرمی کاغذ پر کی گئی ہے۔ مختلف سازوں میں اس کے نمونے دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی سینٹر کے ذریعہ ہندوستان میں سادات کرام کے مختلف شجروں کو بھی مختلف شکلوں میں خطاطی و تزئین کاری کے ذریعہ محفوظ کیا گیا ہے۔ یہ کام دو ہزار گز میٹر کے کپڑے پر کیا گیا ہے۔

نور مائیکرو فلم سینٹر کے ڈائریکٹر ڈاکٹر مہدی خواجہ پیری نے ہندوستان میں مسلمانوں کے علمی آثار بالخصوص مخطوطات اور قرآن کریم کے علمی سرمایہ کو تحفظ فراہم کرنے میں جو

اہم خدمات انجام دی ہیں انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ بلاشبہ ڈاکٹر خواجہ پیری کا شمار ایران و ہند کے مایہ ناز مخطوطہ شناس کے طور پر ہوتا ہے۔

عربی فارسی مخطوطات اور قدیم نسخوں کی سی ڈی و دیگر خدمات حاصل کرنے کے لئے سینٹر کی درج ذیل سائٹ وپتہ رابطہ قائم کیا جاسکتا ہے:

Dr.Mehdi Khajeh Piri

Phone : +91-1123381116

IRAN Culture House

18Tilak Marg -110001,

New Delhi-India

indianmanuscript@mail.com

noormicro@yahoo.com

www.noormicrofilmindia.com

حضرت علی علیہ السلام کے اقوال زریں

کھ ادارہ

دوسروں کی اصلاح: "اگر دوسروں کو سدھارنا چاہو تو پہلے اپنے آپ کو سدھارو، جب برائی کی جڑ آپ کے دل سے اکھڑ جائے گی تو دوسروں کی اصلاح آسان ہو جائے گی۔"

دشمنی کا سبب: "جس چیز کو انسان نہیں جانتا اس کا دشمن ہو جاتا ہے، یعنی جہالت ہی دشمنی کا سبب ہے۔"

گناہ سے بچنا: "انسان گناہ ہی کیوں کرے کہ اسے کسی کی سفارش درکار ہو!"

مشورہ کرنا: "جو انسان اپنی رائے کو دوسروں پر تھوپتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے مگر جو انسان لوگوں سے مشورہ کرتا ہے وہ (اپنی عقل کے ساتھ) دوسروں کی عقل سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے۔"

بغیر اسلحہ کی ضرب: "سامنے والے کے ساتھ نیکی کر کے اس کو سبق سکھاؤ اور اس کے ساتھ مہربانی کر کے اس کے شر سے محفوظ ہو جاؤ۔"

اصلی بڑھاپا: "رنج و غم (فکر - Tension) آدھا بڑھاپا ہے۔"

خسر کرنا: "جو اپنے خرچہ میں میانہ روی سے کام لیتا ہے وہ کبھی کسی کا (سوائے خدا کے) محتاج نہیں ہوتا۔"

عاقبت نامہ بات: "آپسی میل محبت، آدھی عقل ہے۔"

سخاوت: "جسے بدلہ ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ خوب بانٹتا ہے۔"

صدقہ: "صدقہ دے کر، اپنی روزی کو زمین پر اتارو۔"

کنجوسی: "مجھے تعجب ہے کنجوس پر کہ وہ جس غربی سے دور بھاگنا چاہتا ہے اسی کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے اور وہ جس دولت کے چکر میں ہوتا ہے وہی اس کے ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔"

انسان کی پہچان: "انسان اپنی زبان کے پیچھے چھپا ہوتا ہے، جیسے ہی بولتا ہے ساری حقیقت سامنے آ جاتی ہے۔ زبان کے ذریعہ ہی انسان پہچانا جاتا ہے۔"

عزت کی بات: "جس انسان کو اپنی عزت پیاری ہوتی ہے وہ لڑائی، جھگڑوں اور بحث و مباحثہ سے دور رہتا ہے۔"

سب سے بڑا عیب: "جو عیب تمہارے اندر پایا جاتا ہے، اس عیب کو دوسروں میں تلاش کرنا سب سے بڑا عیب ہے۔"

نعمت کا استعمال: "خدا کا سب سے چھوٹا حق یہ ہے کہ اس کی عطا کردہ نعمت کو گناہوں کے راستہ میں استعمال نہ کرو۔"

کامیابی: "برائی کے بل پر جیت جانے والا انسان کامیاب نہیں ہوتا، وہ جیتنے کے باوجود ہار جاتا ہے۔"

سبق آموز مال: "جو مال تمہیں سبق سکھائے وہ کبھی بھی بیکار نہیں ہوتا۔"

دولت جمع کرنا: "اے انسان! جو کچھ تو اپنے اوپر خرچ سے زیادہ کمائے گا وہ اپنے بعد والوں کے لئے چھوڑ جائے گا!"

سکون کا ذریعہ: "جسے صبر سکون نہیں دیتا اسے بے صبری ہلاک کر دیتی ہے۔"

ظلم کا آغاز: "ظلم کی ابتدا کرنے والا بروز قیامت اپنے ہی دانتوں سے اپنا ہاتھ کاٹ کر پچھتاوے کا اظہار کرے گا۔"

خاموشی اور بولنا: "اس خاموشی کا کوئی فائدہ نہیں جو حق بات کہنے سے روک دے بالکل ویسے ہی جیسے اس بولنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا جس کے ذریعہ نادانی کی اشاعت ہو۔"

لا لچ: "لا لچ ایسی غلامی ہے جو انسان کو اپنی بندگی سے کبھی بھی نہیں نکلنے دیتا۔"

وہ دنیا میں فقیروں کی طرح جیتا ہے اور آخرت میں امیروں کی طرح حساب دے گا۔"

دنیا کا زہر: "یہ دنیا سانپ کی طرح ہے جو باہر سے بہت نرم اور خوبصورت ہے اور اندر سے بہت زہریلا۔ صرف نادان اور دھوکہ کھایا انسان اس کی طرف بڑھتا ہے جب کہ عقلمند اور سمجھدار انسان اس سے بچ کر رہتا ہے۔"

منصرت کی قیمت: "فرصت کا ہاتھ سے نکل جانا انسان کے لئے افسوس کا سبب بنتا ہے۔"

بے فائدہ علم: "نہ جانے کتنے ایسے عالم تھے جن کو ان کی جہالت نے ہلاک کر دیا جب کہ ان کے پاس علم تھا مگر وہ ان کو فائدہ نہ پہنچا سکا!"

علم پر غرور: "جو اپنی کم علمی کو محسوس نہ کرے وہ ضرور بالضرور، مات کھا کر رہتا ہے۔"

انسان کی قیمت: "ہر انسان کی قیمت اس میں پائی جانے والی خوبیوں اور ہنر کے برابر ہوتی ہے۔"

زندگی، موت کا پیغام: "انسان کی ہر آنے والی سانس، اس کی موت کی طرف بڑھا ایک قدم ہے۔"

کامل عقل کی پہچان: "جب انسان کی عقل مکمل ہو جاتی ہے تو اس کی باتیں کم ہو جاتی ہیں۔"

موت سے غفلت: "اہل دنیا ایسے سواروں کی مانند ہیں جو سواری کے اوپر سوئے ہوئے ہیں اور ان کا سفر جاری ہے۔"

امیری و غریبی: "دولت ہو پردیس بھی اپنا وطن بن جاتا ہے اور اگر غربت ہو تو اپنا وطن بھی پردیس بن جاتا ہے۔"

خواہشوں کا انجم: "جس انسان نے اپنی خواہشیں بڑھائیں اس نے اپنا عمل خود ہی برباد کر ڈالا۔"

سب سے بڑی دولت: "خواہشوں کو چھوڑ دینا، سب سے بڑی دولت ہے۔"

اچھائی اور برائی: "نیکی کرنے والا انسان نیکی سے بہتر اور برا کام کرنے والا برائی سے بدتر ہے۔"

خدا کی مہربانی: "خدا کا خوف کرو، اس سے شرم کرو۔ خدا کی قسم! اس نے تمہارے گناہوں پر اتنی بار پردہ ڈالا ہے کہ لگتا ہے جیسے اس نے تمہیں معاف کر دیا!"

موت: "جب دنیا کی طرف تمہاری پیٹھ ہے اور موت تمہارے سامنے سے آرہی ہے تو پھر یہ سوچو کہ ملاقات کتنی جلدی ہونے والی ہے!"

نعمت کی زیادتی: "اے انسان! جب تو یہ دیکھے کہ تو نعمت پر گناہ کئے جا رہا ہے اور خدا نعمتوں پر نعمتیں نازل کئے جا رہا ہے تو پھر خدا کی طرف سے آنے والے عذاب سے ڈر۔"

بزدلی، حیا اور منصرت: "ڈر، ناکامی سے بہت قریب ہے اور حیا، محرومی سے۔ فرصت کے پل بادلوں کی طرح تیزی سے گزر جاتے ہیں اس لئے فرصت کے وقت عمل کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔"

سب سے محبور انسان: "سب سے زیادہ بے بس اور لاچار انسان وہ ہے جو اپنے چند دوست بھی نہ بنا سکے اور اس سے بھی لاچار وہ ہے جو اپنے بنے ہوئے دوست بھی کھو دے۔"

شکر کا مطلب: "جب اپنے دشمن پر قابو پالو تو اسے معاف کر دینا حقیقی شکر ہے۔"

زندگی کا طریقہ: "لوگوں کے درمیان ایسے رہو کہ اگر تم زندہ ہو تو ملاقات کی آرزو کریں اور اگر مر گئے ہو تو تم پر گریہ کریں۔"

دنیا کی مرضی: "اگر دنیا کسی پر مہربان ہوتی ہے تو دوسروں کی اچھائیاں بھی اس کے نام کر دیتی ہے اور اگر ناراض ہوتی ہے تو خود اس کی اچھائیاں بھی چھین لیتی ہے۔"

بڑی مصیبت: "جو شخص ذرا سی مصیبت کو بڑی اہمیت دیتا ہے اللہ اسے بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

نفسانی خواہشات: "جس کی نظر میں خود اپنے نفس کی عزت ہوگی وہ اپنی نفسانی خواہشوں کو بے وقعت سمجھے گا۔"

عدل، حکومت اور انسانی حقوق

حضرت علیؑ کا دائمی پیغام

کچھ پروفیسر شاہ محمد وسیم "علی گڑھ"



کی طرف ذرہ برابر بھی رخ نہ کیا آپ کی تمام تر ہمت صرف اغراض دین کیلئے وقف تھی آپ کا اعتماد اور بھروسہ صرف سچائی اور حق پر تھا لیکن اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کر لینا چاہیے کہ حضرت علیؑ صرف مسلمان اور مومنین کے امام تھے اور ان کا سماجی اور معاشی عدل صرف اسی نقطہ نظر کا حامل تھا ایسا ہر گز نہ تھا کیونکہ آسمانی کتاب قرآن کریم میں اللہ کی حمد و ثناب العالمین کی گئی ہے۔ اس لئے جو اللہ اور رسول کا نمائندہ ہو وہ اسی نظریہ کا حامل کیوں نہ ہوگا؟

حکمرانوں اور حکام کے ارد گرد دو طرح کے لوگ جمع ہو جاتے ہیں: کوئی مظلوم کوئی اپانچ اور کمزور اپنی غرض لے کر آتا ہے کوئی خود غرض، حریص اور جائز اور ناجائز میں بھی فرق نہ کرنے والا بھی لہذا انہیں عقل و فہم سے غلط اور صحیح میں فرق سمجھ کر فیصلہ کرنا چاہیے۔ مولانا علیؑ نے مالک اشتر کو لکھ بھیجا: ”تمہاری مجلس میں سب سے زیادہ دور اور تمہاری نگاہ میں سب سے زیادہ مکر وہ وہ شخص ہونا چاہئے جو لوگوں کے عیب ڈھونڈھا کرتا ہے لوگوں میں عیب تو ہوتے ہی ہیں حاکم کا کام ہے کہ ان کے عیب ڈھکے۔ خبردار چھپے ہوئے عیبوں کی ذکر نہ کرنا، تمہارا منصب پس یہ ہے کہ جو عیب چھپے ہوئے ہیں ان کا فیصلہ اللہ پر چھوڑ دو حتی الامکان لوگوں کے ڈھکے کو ڈھکا ہی رہنے دو ایسا کرو گے تو اللہ بھی تمہارے وہ عیب ڈھکے رہنے دیں گے جو تم رعایا سے چھپانا چاہتے ہو۔“ ۲۔

مندرجہ بالا بات کے علاوہ اور بہت سی دوسری وجوہات ہوتی ہے جن کی وجہ سے نہ یہ کہ صرف حکام اور افسران کو لوگوں سے بدظن کر دیا جاتا ہے خود حکام اور افسران کو بھی مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور ان کے طرفدار بھی گروہوں اور ٹولیوں میں بٹ

امیر المومنین حضرت علی ابن طالبؑ کے دور خلافت کی تشریح کرتے ہوئے جارج جرداق لبنانی نے اپنی کتاب نفس رسول [جلد ہشتم] ندائے عدالت انسانی میں تحریر کیا ہے: ”اس وقت عرب والے دو طبقوں میں بٹے ہوئے تھے اور ان دونوں طبقوں میں سے ایک طبقہ کا غالب یا مغلوب ہونا لازمی تھا چاہے ان دونوں طبقوں میں ہر لحاظ سے کتنا ہی بڑا فرق رہا ہو ایک طرف کمزور، ضعیف اور ناتواں افراد تھے جو سکون اور عافیت کی زندگی بسر کرنا چاہتے تھے ایسا سکون اور ایسی عافیت جو انہیں بھی نصیب ہو اور ان کے بھائیوں کو بھی اور یہ سکون و عافیت عدل و انصاف کی رو سے ہو۔ ایک طرف پیغمبرؐ کے سچے صحابی تھے جو شریفانہ طور پر زندگی بسر کرتے اور بھائی چارہ کے خواہاں تھے اور پاکیزہ ملک چاہتے تھے جس میں تمام لوگ ایک جگہ رہیں، نہ کوئی محروم ہو اور نہ کوئی انہیں محروم کرنے والا: دوسری طرف وہ لوگ تھے جو ظلم کے ذریعہ اپنا گھر بھرنا چاہتے تھے، لوٹ مار اور ظلم کر کے اور بھوکے ننگے عوام راحت کی زندگی بسر کرنے کے متمنی تھے۔

پہلے طبقہ کے سربراہ علیؑ ابن ابی طالب تھے حق و انصاف کے جتنے طلبگار تھے وہ علیؑ پر جان دینے کو تیار تھے۔ مصر کے مشہور عیسائی مورخ، فلسفی، شاعر اور ماہر لسانیات جرجی زیدان نے حضرت علیؑ کی مدح کرتے ہوئے لکھا ہے علی کی خاطر خواہ مدح کوئی کر ہی نہیں سکتا: (علی کی حالت کا بیان ہو اس طرح کہ) زہد و تقویٰ کے متعلق آپ کی حکایتیں اور واقعات بہت کثرت سے ہیں۔ اصول اسلام کی پابندی کرنے میں آپ بہت سخت اور اپنے ہر قول اور فعل میں نہایت شریف اور بے باک تھے۔ جعل و فریب، دھوکہ اور مکر کو آپ جانتے تک نہ تھے۔ اپنی زندگی کے مختلف حالات میں کبھی بھی آپ نے جال، حیلہ اور غداری وغیرہ

جاتے ہیں لہذا حکمرانوں اور افسران کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان امور کی طرف توجہ دیں حضرت علیؑ نے مالک اشتر کو ہدایت کی کہ ”وہ سب اسباب دور کر دینا جو لوگوں میں بغض و کینہ پیدا کرتے ہیں عداوت اور غیبت کی ہر رسی کو کاٹ ڈالنا۔ خبردار! چغل خور کی بات ماننے میں جلدی نہ کرنا کیونکہ چغلخوڑ اور دغا باز ہوتا ہے اگرچہ خیر خواہ کا روپ بھر کے سامنے آتا ہے۔“

اسی طرح مولانا بخیل سے بھی دور رہنے کی مالک اشتر کو ہدایت یہ لکھ کر کی کہ ”اپنے مشورہ میں بخیل کو شریک نہ کرنا کیونکہ کہ وہ تمہیں احسان کرنے سے روکے گا اور فقر سے ڈرائیگا۔“ اور بزدل کو بھی صلاح میں شریک نہ کرنا، کیونکہ مہمات میں وہ تمہاری ہمت کمزور کر دیگا۔ ۵۔ حریص کو شریک نہ کرنا کیونکہ کہ وہ ظلم کی راہ سے دولت سمیٹنے کی تمہیں ترغیب دلائیگا۔ یاد رکھو کہ بزدلی اور حرص اگرچہ الگ الگ خصلتیں ہیں، مگر ان کی بنیاد اللہ سے سوئے ظن پر ہے۔ ۶۔

حکمرانوں کے وزیر کیسے لوگ ہوں؟ حکومتیں بادشاہ یا پھر جمہوریت میں انہیں مختلف وزیر اور ان کی سربراہی میں محکمے اور افسران چلاتے ہیں، ان کی زندگی اور کردار کو مثال ہونا چاہیے، انہیں عدل اور ظلم، ایمانداری اور بیانی اور حلال اور حرام میں فرق معلوم ہونا چاہیئے۔ جب اعلیٰ درجہ پر فائز افراد مثالی کردار کے حامل ہوں گے تو ان کے ساتھ عمل کو انجام دینے والے بھی اپنی ذمہ داری سے صرف باخبر ہی نہ ہوں گے، بلکہ اسے بدرجہ اتم مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مولا علیؑ نے مالک اشتر کو ہدایت کی کہ ایسے وزیروں کو وزارت سے دور رکھنا جو شریروں اور شریکوں کے معاون ہوں؛ ”بدترین وزیر وہ ہے جو شریروں کی طرف داری کرے اور گناہگاروں کا گناہ میں ان کا ساتھی ہو ایسے آدمی کو اپنا وزیر نہ بنانا کیونکہ اس قسم کے لوگ گناہگاروں کے مددگار ظالموں کے ساتھی ہوتے ہیں ان کی جگہ ایسے آدمی مل جائیں گے جو عقل اور تدبیر میں ان کے برابر ہوں گے، مگر گناہوں سے ان کی طرح لدے ہوئے نہ ہوں گے، نہ کسی ظالم کی اس کے ظلم میں انہوں نے مدد کی ہوگی؛ نہ کسی گناہگار کا اس کے گناہ میں انہوں نے ساتھ دیا ہوگا؛ یہ لوگ تمہیں کو تکلیف دیں گے۔“

ادنیٰ طبقہ کی خیر گیری : پھر اللہ اللہ، ادنیٰ طبقہ کے معاملہ میں یہ لوگ وہ ہے جن کا کوئی سہارا نہیں، فقیر، مسکین، اپاہج، قلاش ان لوگوں میں ایسے بھی ہے جو ہاتھ نہیں پھیلاتے تھے مگر خود صورت سوال ہیں یہ لکھ کر امیر المومنین نے مالک اشتر کو ہدایت کی ”ان لوگوں کے بارے میں جو فرض اللہ نے تمہیں سونپا ہے اس پر نگاہ رکھنا اسے تکلف نہ ہونے دینا بیت المال میں ایک حصہ ان کے لیے خاص کر دینا اسلام کی جہاں جو مافی جانیاد موجود ہے اس کی آمدنی میں ان کا بھی حصہ رکھنا ان میں سے کون دور ہے کون نزدیک ہے یہ نہ دیکھنا دور نزدیک والوں میں سب کا حق برابر ہے اور ہر ایک کے حق کی ذمہ داری تمہارے سر ڈال دی گئی ہے۔“ ۷۔ دیکھو! دولت کا نشہ تمہیں ان پچاروں سے غافل نہ کر دے اگر تم نے اس بارے میں اہم اور اکثر کو پورا ہی کر دیا تو بھی اس وجہ سے تمہاری معمولی سی غفلت بھی معاف نہ کی جائے گی لہذا ان کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آنا اور نہ اپنی توجہ سے انہیں محروم کرنا ان میں سے ایسے بھی ہوں گے جو تمہارے پاس نہیں پہنچ سکتے انہیں نگمائیں ٹھکراتی ہیں، اور لوگ ان سے گھن کھاتے ہیں ان کی خیر گیری بھی تمہارا کام ہے؛ ان کے لئے بھروسہ کے آدمیوں کی خدمات خاص کر دینا، مگر یہ لوگ ایسے ہوں، جو خوف خدا رکھتے ہو اور دل کے درد مند ہو۔ یہ لوگ ان بے کسوں کے معاملات تمہارے سامنے لایا کریں اور تم وہ کرنا کہ قیامت کے دن تمہیں شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ یاد رکھو رعایا میں ان غریبوں سے زیادہ انصاف کا مستحق کوئی اور ہے مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کا جو حق ہے پورا پورا ادا کرتے رہنا؛ اور یتیموں کے پالنے والوں کا خیال رکھنا ہوگا اور ان کا بھی جو بہت بوڑھے ہو چکے ہیں جن کا کوئی سہارا نہیں ہیں جو بھیک مانگنے کی بھی لائق نہیں رہے۔“ ۹۔

قارئین کرام مندرجہ بالا بیان پر غور و فکر کریں اس پس منظر میں کہ دور حاضر میں بوڑھے ضرور تمندوں کی سینشن مقرر ہوتی ہے مگر ضرورت مندوں کو صاحبان اقتدار اور دفاتروں کے چکر لگانے پڑتے ہیں اور مولا علیؑ نے گورنر کو ہدایت کی کہ کمزوروں، غریبوں، ضرور تمندوں اور بوڑھے افراد کا خیال رکھنا؛

اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت اور افسران کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کی خبر گیری خود کرے۔

ظلم نہ کرنا عدل پر قائم رہنا: دنیا میں جتنے بھی مسائل ہیں ان کی وجہ کو صرف ایک لفظ میں بیان کیا جاسکتا ہے، ظلم، حکمرانوں کے ارد گرد پہرے ہوتے ہیں؛ کوئی غریب اور بے سہارا شکایت کے لیے جائے تو کیسے جائے؟ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو ہدایت فرمائی کہ ”اگر رعایا کو تم پر کبھی ظلم کا شبہ ہو جائے تو بے دھڑک رعایا کے سامنے آجانا اور اس کا شبہ دور کر دینا اور اس سے تمہارے نفس کی ریاضت ہوگی؛ دل میں رعایا کے لیے نرمی پیدا ہوگی اور تمہارے عذر کا بھی اظہار ہو جائے گا ساتھ ہی تمہاری یہ غرض بھی پوری ہو جائے گی کہ رعایا حق پر استوار ہے۔“

اور دیکھو! جب دشمن ایسی صلح کی طرف بلائے جس نے اللہ کی رضامندی ہو تو انکار نہ کرنا کیونکہ صلح میں تمہاری فوج کے لیے آرام اور خود تمہارے لیے بھی فکروں سے چھٹکار اور امن کا سامان ہے لیکن صلح کے بعد دشمن ہے خوب چوکس، خوب ہوشیار رہنا چاہئے کیونکہ ممکن ہے کہ صلح کی راہ سے اس نے تقرب اس لیے حاصل کیا ہو کہ بے خیری میں تم پر ٹوٹ پڑے، لہذا بڑی ہوشیاری کی ضرورت ہے اس معاملے میں حسن زن سے کام نہیں چل سکتا۔

معاہدہ اور عہد و پیمان: جب دشمن سے معاہدہ کرنا یا اپنی زبان اسے دے دینا تو عہد کی پوری پابندی کرنا زبان کا پورا پاس کرنا۔ عہد کے بچانے کے لئے اپنی جان تک کی بازی لگا دینا کیونکہ سب باتوں میں لوگوں کا اختلاف رہا ہے مگر اس بات پر متفق ہیں کہ آدمی کو اپنا عہد پورا کرنا چاہیے۔ مشرکوں تک نے عہد کی پابندی ضروری سمجھی تھی حالانکہ مسلمانوں سے وہ بہت نیچے تھے یا اس لیے کہ تجربوں نے انہیں بتا دیا کہ عہد شکنی کا نتیجہ تباہ کن ہوتا لہذا اپنے عہد، وعدے، زبان کے خلاف کبھی نہ جانا دشمن سے دغا بازی نہ کرنا کیونکہ خدا سے سرکشی ہے اور خدا سے سرکشی بیوقوف اور سرکش ہی کیا کرتے ہیں۔ ۱۰

”اور عہد کیا ہے؟ خدا کی طرف سے امن و امان کا اعلان ہے جو اس نے اپنی رحمت سے بندوں میں عام کر دیا ہے عہد خدا کا

حرم ہے، جس میں سب کو پناہ ملتی ہے اور جس کی طرف سبھی دوڑتے ہیں۔“

خون ناحق: خبردار! خون ناحق نہ بہانہ کیونکہ خون ریزی سے بڑھ کر بد انجام، نعمت کا ڈھانے والا، مدت کو ختم کرنے والا کوئی کام نہیں؛ قیامت کے دن جب خدا کا دربار لگے گا تو سب سے پہلے خون ناحق ہی کے مقدمے میں پیش ہوں گے اور خدا فیصلہ کریگا۔ ۱۱ یاد رکھو خون ریزی سے حکومت طاقتور نہیں ہوتی بلکہ کمزور بن کر مٹ جاتی ہے۔ ۱۲

سوال دراز کرنا: سچ تو یہ ہے کہ بندوں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے تو بدرجہا بہتر یہ ہے کہ اس سے مانگا جائے جس کے دست تصرف میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اس نے مانگنے کے اجازت دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اس نے کہا، مانگ، مل جائے گا۔ رحم کی التجا کر رہا کیا جائے گا! اس نے اپنے تیرے درمیان جانب کھڑے نہیں کئے ہیں، جو تجھے اس کے حضور پہنچنے سے روکیں؛ نہ سفارش کا محتاج بنایا ہے، جو اس کے سامنے تیرے سفارش کرے تیری توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی وہ تجھے نہ محروم کرتا ہے، نہ تجھ سے انتقام لیتا ہے اور جب تو دوبارہ اس کے طرف رجوع کرتا ہے، تو وہ نہ تجھ پر طعنہ زن ہوتا ہے، نہ تیری پردہ دری کرتا ہے، حالانکہ تو اس کا مستحق ہوتا ہے وہ توبہ کے قبول کرنے میں حجت نہیں کرتا۔ اپنی رحمت سے مایوس نہیں ہونے دیتا بلکہ اس نے توبہ کو نیکی قرار دیا ہے۔ ۱۳

دوسروں اور اپنے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنانا: خود اپنی پسند اور ناپسند کو میزان عمل بنانے میں باہم انسانی روابط پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں؛ دلوں میں کشیدگی پیدا ہوتی ہے آپ خلوص عمل جاتا رہتا ہے؛ یہ اس لیے بھی ہوتا ہے کہ تجھ اور تصورات میں فرق ہوتا ہے اور ناپ تول کے پیمانے میں بھی اسلئے کہ ہر فرد اپنے ماحول اور پرورش کے اثرات کا حامل ہوتا ہے، اور پھر تجربات اسے ٹھوکے دیتے رہتے ہیں؛ اس لیے ہر فرد کی پسند اور ناپسند میں فرق ہوتا ہے: مولائے کائنات امیر المومنین نے امام حسین علیہ السلام کے لئے اپنے وصیت نامہ میں تحریر فرمایا: ”فرزند اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی

ہم سب اللہ کے بندے ہیں اور ہمیں اعمال و فکر میں اور روزمرہ کے روابط میں عدل کو برروئے کار لانا چاہیے کہ ہم ایک ہی خالق کے خلق کئے ہوئے ہیں اور اسی کی طرف ہماری بازگشت ہے۔

حوالہ جات:

- (۱) صفحہ ۴۴۶- (۲) دستور حکومت مالک اشتر کے نام نہج البلاغہ (اردو) مرتبہ سید انصار حسین ماہلی احباب پبلیشرز لکھنؤ۔ صفحہ ۸۲۳
(۳) ایضاً صفحہ ۸۲۳-۸۲۴ (۴) ایضاً صفحہ ۸۲۴- (۵) ایضاً۔
(۶) ایضاً صفحات ۸۳۳-۸۳۵ (۷) ایضاً صفحہ ۸۳۵۔
(۸) ایضاً صفحات ۸۳۴-۸۳۵ (۹) ایضاً صفحات ۸۳۵- (۱۰) ایضاً صفحہ ۸۴۰- (۱۱) ایضاً صفحات ۸۴۰-۸۴۱ (۱۲) ایضاً صفحہ ۸۴۱
۱۳- حضرت حسنؑ کے لئے وصیت نہج البلاغہ (اردو) مرتبہ سید انصار حسین ماہلی، احباب پبلیشرز لکھنؤ صفحات ۷۷۷-۷۷۸- (۱۴) ایضاً صفحہ ۷۷۷-۷۷۸



عالمی مرثیہ سنرئی دہلی کی پیشکش

تحقیق و تدوین ڈاکٹر عظیم امر و ہوی

- ۱- خاندان شمیم کی مرثیہ گوئی
(خاندان شمیم امر و ہوی کے ۷ شعرائے ۱۱۴ منتخب مرثی)
- ۲- شمیم سخن (شمیم امر و ہوی کے ۱۱۴ مرثی)
- ۳- شمیم عطش (شمیم امر و ہوی کے ۱۱۴ مرثی)
- ۴- شمیم عقیدت (نعت سلام نوے رباعیات و قطعات)
- ۵- شمیم شہادت (شمیم امر و ہوی کے مرثی زیر طبع)

فرزدق ہند شمیم امر و ہوی کی ان کتابوں کو حاصل کرنے کے لئے آپ رابطہ قائم کر سکتے ہیں:

ڈاکٹر عظیم امر و ہوی (9045642585)۔ دربار شاہ ولایت
(لکڑہ) کمال امر و ہوی روڈ۔ امر و ہہ (پونپ)
سید تقی رضا (9811143580) بی۔ ۲ پاکٹ ۹ A جلولہ۔ نئی
دہلی۔ ۱۱۰۰۲۵

ذات کو میزان بنا جو بات اپنے لئے پسند ہے وہی ان کے لئے بھی پسند کر، اور جو بات خود اپنے لئے تو نہ پسند کرتا ہے ان کے حق میں بھی ناپسند کر کسی پر ظلم نہ کر ان کے دوسروں کا ظلم تو اپنے آپ پر نہیں چاہتا؛ سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ، جس طرح تیری خواہش ہے کہ وہ تجھ سے پیش آئیں۔ لوگوں کو جو باتیں ناپسند ہو وہ اپنے لیے بھی ناپسند کر؛ اگر لوگ اس سے وہی برتاؤ کرے جو تو ان سے کرتا ہے تو اسے ٹھیک سمجھ۔ بغیر علم کے کچھ نہ کہہ اگرچہ تیرا علم کتنا ہی کم ہو، اور ایسی بات کسی کے حق میں ہرگز نہ کہہ جو خود تو ان سے اپنے لئے سنا نہیں چاہتا۔ خود پسندی حماقت ہے اور نفس کے لیے ہلاکت لہذا سلامت سے اپنی راہ طے کر۔ ۱۴

حق کا نافذ کرنا اور ظلم نہ کرنا:

مالک اشتر کو مصر کا گورنر بنایا تو مولا علیؑ نے دستور حکومت میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی تحریر فرمایا: حق کسی کے خلاف پڑے، اس پر حق ضرور نافذ کرنا چاہیے، چاہے وہ تمہارا عزیز قریب ہو یا غیر؛ اس کے بارے میں تمہیں مضبوط اور ثواب خداوندی کا آرزو مند رہنا ہوگا۔ حق کا دار چاہے خود تمہارے رشتہ داروں اور عزیز ترین مصاحبوں ہی پر کیوں نہ پڑے، تمہیں خوش دلی سے گوارہ کرنا ہوگا بے شک تم بھی آدمی ہو اور تمہیں اس سے کوفت ہو سکتی ہے، لیکن تمہاری نگاہ ہمیشہ نتیجہ پر رہنا چاہیے یقین کرو نتیجہ تمہارے حق میں اچھا ہی ہوگا،

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کوفی عنان (Kofi Anan) جب ۲۰۰۸ میں ایران گئے اور انہیں مالک اشتر کے لیے حضرت علیؑ کے تحریر کردہ عہد نامے سے چند اقتباسات سنائے گئے تو انہوں نے والپی پر نیویارک میں اقوام متحدہ کے صدر دروازہ پر انہیں کندہ کروا دیا باعنوان علی کا پیغام انسانیت کے نام (Alis)

Message To Humanity

آج دنیا عدل حقیقی کی متلاشی ہے۔ ہمیں قرآن نہج البلاغہ اور حدیث میں مندرجہ عدل کے بیان کو دنیا میں عام کرنا چاہیے کہ دنیا حق و عدل سے حقیقتاً روشن ہو سکے اور اسے عائد کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرے، تاکہ صحن عالم میں یہ آواز گونجے کہ

حضرت علی علیہ السلام غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں

کچھ مولانا مہدی باقر معراج



رحلت کے فوراً بعد ہونا چاہئے تھا۔ (محمد اینڈ ہز سکیرس)
مسٹر واشنگٹن ایرونگ: سب سے پہلے اعلانیہ اسلام قبول کرنے والوں میں حضرت علیؑ تھے، چنانچہ بعد پیغمبرؐ آپ ہی افضل ترین انسان تھے، آپ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے علوم و فنون کی ترقی و تحفظ کے لئے غیر معمولی پیشرفت کی۔ (اسپرٹ آف اسلام)

مسٹر حبیبی زیدان: حضرت علیؑ کے بارے میں کیا بیان کیا جائے، اصول اسلام کے انتہائی پابند اور قول و فعل میں بے

پناہ شریف تھے، جعل و فریب، دھوکہ و مکر گویا آپ جانتے ہی نہ تھے، آپ کی تمام تر ہمت و بے باکی محض دین کے لئے ہی رہی، آپ کا اعتماد اور بھروسہ صرف سچائی اور حق پر تھا۔ (تاریخ تمدن)

مسٹر ویلز: اگر حضرت علیؑ کو امن و سکون سے حکومت کرنے دی گئی ہوتی تو ان کی نیکیاں، استقلال اور اعلیٰ خیال کی بدولت سلطنت جمہوری ضرور باقی رہ جاتی مگر قاتل کے خنجر نے امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ (اسپرٹ آف اسلام)

مسٹر آرٹنڈ (جج مسینی ہائی کورٹ): علیؑ کی شہادت سے تمام مسلمانوں میں کہرام برپا ہو گیا تھا، علیؑ کو لوگ دوست رکھتے تھے،

الہی نمائندے کسی ایک خاص طبقہ سے مخصوص نہیں ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت سے غیر مسلم دانشوروں نے بھی خدا کے نمائندوں کی تعریف کی ہے، انہی میں سے ایک حضرت علیؑ کی ذات گرامی ہے جن کی شان میں غیر مسلم دانشور رطب اللسان ہوئے ہیں ان میں چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں:

مسٹر ولین: جس طرح تیز آندھیوں کا زور پہاڑ سے ٹکراتے ہی تھم کر رہ جاتا ہے اسی طرح بڑے بڑے شجاعان عرب، علیؑ سے ٹکرا کر خود فنا ہو گئے۔ (سرفراز لکھنؤ/۱۹۸۳ء)

مسٹر ڈیو

(مورخ)

فرنس: اگر

قرابت سے ہی خلافت علیؑ کو میسر آگئی ہوتی تو ہر بار جھگڑے نہ ہوئے ہوتے جس نے اسلام کو مسلمانوں کے خون سے رنگین کر دیا۔ (کنکول نیو جرسی/ص ۸۲)

مسٹر بریف

سروے: علیؑ ۵۵ھ

میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے جو حقیقت کے لحاظ سے چالیس سال قبل، رسولؐ کی

وفات رسولؐ کے بعد ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو سب سے اعلیٰ ہو اور اسے بلاشبہ عام طور پر ہادی تسلیم کر لیا جائے! آخر کار ایسا ہادی امام علیؑ کی شکل میں ان کو مل ہی گیا، اس کے علاوہ سیاسی اختلافات اور باہمی روتاہتوں کے سبب ضرورت تھی کہ ہادی ایسا ہو جو خدا و رسولؐ کی طرف سے منتخب ہو۔ علیؑ کی ذاتی شہرت و مقبولیت، میدان کارزار میں بہادری، پیغمبرؐ کی اطاعت اور ان سے قریبی نسبت سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ کی جانشینی کا حق آپ ہی کو حاصل تھا۔

دوسرا علی بخش دیتی جو اسی علیؑ کی عقل و دانش رکھتا، اسی علیؑ کا دل اور اسی کی زبان رکھتا اور اس کے پاس ویسی ہی ذوالفقار ہوتی!۔
(صوت العدالة الانسانیہ، ج ۱۰، ص ۵۱۰)

مسٹر ٹامس لائل: وفات رسولؐ کے بعد ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو سب سے اعلیٰ ہو اور اسے بلاشبہ عام طور پر ہادی تسلیم کر لیا جائے! آخر کار ایسا ہادی امام علیؑ کی شکل میں ان کو مل ہی گیا، اس کے علاوہ سیاسی اختلافات اور باہمی

رقابتوں کے سبب ضرورت تھی کہ ہادی ایسا ہو جو خدا و رسولؐ کی طرف سے منتخب ہو۔ علیؑ کی ذاتی شہرت و مقبولیت، میدان کارزار میں بہادری، پیغمبرؐ کی اطاعت اور ان سے قریبی نسبت سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ پیغمبرؐ کی

جانشینی کا حق آپ ہی کو حاصل تھا۔ (انس اینڈ آؤٹس آف میسو پوٹامیر)

اختصار کے پیش نظر، صرف انہی نظریات پر اکتفا کر رہے ہیں ورنہ غیر مسلم دانشوروں کے نظریات تو اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ ہم قید تحریر میں لے آئیں! البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ مذکورہ نظریات کے پیش نظر بڑی آسانی سے یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں اسلام میں حضرت علیؑ کی شخصیت فکری دورا ہے کی حیثیت رکھتی ہے مگر عالم انسانیت کے لئے نظریاتی طور پر مقام اتحاد واقعی نظر آتی ہے، اس کے علاوہ اس اصول کی رو سے کہ کمال وہ ہے جس کی گواہی غیر بھی دیں، غیر مسلم دانشوروں اور مؤرخوں کے اقوال سے یہ صاف ظاہر ہے کہ علیؑ دنیا کے ہر فرد کے لئے ایک مثالی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے ہر انسان ہر عہد میں بقدر ظرف و اہلیت تہذیب حیات کی بھیک لیتا رہے گا۔

☆☆☆

اس زمانہ میں جب شجاعان عرب شہرہ آفاق تھے، تمام آل ابوطالب اسد اللہ الغالب ان کا لقب تھا، ان کو اشجع عرب کہتے تھے۔ شجاعت، عظمت، ہمت، عدالت، سخاوت، زہد و تقویٰ میں علیؑ کی مثال تاریخ عالم میں کمتر ہی نظر آتی ہے۔ (فاء پورٹ ممبئی، ج ۱۲، منقول از اعجاز التنزیل، ص ۱۶۶)

جبران خلیل جبران: میرا عقیدہ ہے کہ نبی اکرمؐ کے بعد فرزند ابوطالب وہ سب سے پہلے عرب تھے جنہوں نے

روح کلی (الوہیت) کی ملازمت کی اور رسول اسلامؐ کے بعد وہی انسان تھے جنہوں نے اسلامی ترانہ کی آواز کو ان کانوں تک پہنچایا جنہوں نے پہلے کبھی یہ آواز نہیں

سنی تھی، حضرت علیؑ کو ان کی عظمت و بزرگی کے سبب ہی شہید کیا گیا، آپ دنیا سے اس عالم میں رخصت ہوئے کہ آپ کا سر سجدہ معبود میں اور لبوں پر ذکر خدا تھا، آپ کا دل عشق الہی سے مملو تھا، عرب نے آپ کے مقام و رتبہ کو نہ پہچانا یہاں تک کہ گوہر آبدار اور سنگریزہ کے فرق کو مٹا دیا۔

جبارج حسرواق: تاریخ کے نزدیک نامور شہید، شہداء کے پدر زر گوار اور عدالت انسانی کی آواز حضرت علیؑ ہی تھے، جن کے نزدیک جہاد و قتال اور کارزار کی غرض و غایت دوسری ہی تھی، وہ غرض و غایت نہیں جو اور لوگ سمجھتے تھے۔ وہ دوسری ہی نیت و مقصد سے جنگ کرتے تھے، انہوں نے زہد و ورع اور تقویٰ کے ساتھ جہاد کیا اور عاجزوں، بے چاروں اور مجبوروں کی محبت میں قلعوں کے فتح کرنے پر آمادہ ہوئے، انہوں نے دشمنان عدل و انصاف کے کام کو خاک میں ملایا، وہ انسانی اخلاق کریمہ و صفات فاضلہ عالیہ میں بلندی و کمال کی حد تک پہنچے ہوئے تھے، اے دنیا! کیا بگڑ جاتا اگر تو اپنی طاقت و توانائی کو صرف کر کے ہر زمانہ کو ایک



علیؑ علیؑ بولے

کھ قیدی شینپوری

ہماری فکر کا جادہ علیؑ بولے
قصیدہ گوئی کا جذبہ علیؑ بولے
ہمارے شہر سے گزرے ہوئے کوئے نجف
ہمارے گھر کا دریچہ علیؑ بولے
خدا کے گھر میں ہوا ضیغ خدا پیدا
مزه تو جب ہے کہ کعبہ علیؑ بولے
نبیؐ کے دل پہ ہو قرآں کی آیتوں کا نزول
کلام پاک کا پارہ علیؑ بولے
ابو تراب کے بخت رسا کا کیا کہنا
اتر کے در پہ ستارہ علیؑ بولے
علیؑ سے جب بھی مخاطب ہوں فاطمہ زہراؑ
وقارِ بنتِ خدیجہ علیؑ بولے
سرنیاز جھکے جب بھی سجدہ حق میں
جدارِ مسجد کوفہ علیؑ بولے
خدا کے گھر کی طہارت علیؑ کی ذات سے ہے
غلافِ خانہ کعبہ علیؑ بولے
ہمارے دل میں ہو عشق علیؑ کی تابانی
ہمارے خون کا قطرہ علیؑ بولے
لبوں پہ قیدی کے آئے جو حیدری نعرہ
ادائے رسم وظیفہ علیؑ بولے

مدحت علیؑ کی ہے

کھ ماسٹر اظہر حیدری ناگپوری

یہ مرتبہ علیؑ کا یہ عظمت علیؑ کی ہے
کعبہ میں دیکھو آج ولادت علیؑ کی ہے
پیدا ہوا نہ کعبہ میں حیدرؑ کے ماسوا
یہ ہے شرف ولیؑ کا یہ قسمت علیؑ کی ہے
نہجِ بلاغہ لہجہ قرآں سے مل گئی
یہ طرزِ گفتگو یہ بلاغت علیؑ کی ہے
ماحول پر خطر تھا مگر سوئے چین سے
یہ حوصلہ یہ عزم یہ جرأت علیؑ کی ہے
چالیس جا شریک طعام ایک وقت میں
اعجازِ مرتضیٰ ہے یہ قدرت علیؑ کی ہے
آئے جو دو جہاں کی عبادت بھی سامنے
پھر بھی گراں رہے گی وہ ضربت علیؑ کی ہے
پھیکا بتوں کو جب سے، حرم میں نہ آ سکے
یہ دبدبہ یہ رعب یہ ہیبت علیؑ کی ہے
باطل پرست قوتیں دنیا سے مٹ گئیں
کون و مکاں میں آج حکومت علیؑ کی ہے
جلتے ہیں اور جلیں گے وہ دوزخ کی آگ میں
جس دل میں اک ذرا سی بھی نفرت علیؑ کی ہے
آکر فرشتے چوم رہے ہیں مرا دہن
اظہر مری زبان پہ مدحت علیؑ کی ہے

علیؑ مولا

ناد علیؑ

کھ شجاع اسروہوی (علیگڑھ)

کھ عباس راہی سرسوی (دہلی)

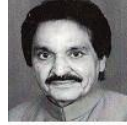
ولی حق نگر علیؑ مولا
نورِ خیرِ بشر علیؑ مولا
شہرِ علم و ہنر رسول اللہؐ
بابِ علم و ہنر علیؑ مولا
جس کو اک قوم مانتی ہے خدا
ایک ایسا بشر علیؑ مولا
سورما زیر ہیں ترے آگے
تو ہے ایسا زبر علیؑ مولا
فتح حاصل نہ تھی علیؑ کے بغیر
ایک تھا باظفر علیؑ مولا
جس کا ہوں راہبر میں اور مولا
اس کا یہ راہبر علیؑ مولا
دینِ اسلام مٹ گیا ہوتا
گر نہ ہوتے سپر علیؑ مولا
بھیک جلدی شجاع مل جائے
میں نے تھاما ہے در علیؑ مولا

ایک شعر

ہے جنازہ علم کا کاندھوں پہ اہل علم کے
حاملِ فنرُتِ برتِ کعبہ و کوثر ہے علم
پروفیسر عراق رضاییدی آدتی

وردِ زبان جب مرے نادِ علی ہوئی
مشکل تھی ریسمانِ علیؑ سے بندھی ہوئی
وہ مدحتِ علیؑ کی کلی ہے کھلی ہوئی
شہرِ فضا میں جس کی ہے خوشبو بچھی ہوئی
زینبؑ نے آکے روک دیا یوں دلیر کو
ورنہ فرات لاشوں سے ہوتی پٹی ہوئی
بھاگے ہیں سوچ کر یہ ستگر فرات سے
ہے گھاٹ پہ قیامتِ کبریٰ کھڑی ہوئی
جس کو قبول، خالقِ اکبر نے کر لیا
خنجر کے نیچے شاہ کی وہ بندگی ہوئی
میں سرخرو ہوں آج بھی حدِ یقین پر
شرمندہ مجھ سے رن میں ستم کی چھری ہوئی
زندہ کھڑا ہے شہ کے ادارہ کا قافلہ
ظالم کی سازشوں کی ہے میت پڑی ہوئی
میرا چراغِ زیست جو آیا محاذ پر
تھی موت کی ہواؤں میں بھگدڑ مچی ہوئی
نامِ حسینؑ جب سے لکھا میں نے دوستو!
تب سے اندھیرے گھر میں مرے روشنی ہوئی
راہی اسی کی آنکھ کو اشکِ عزا ملا
جس چشم کے نصیب تھی جنت لکھی ہوئی

طلوع صادق



بیباک

کھ بیباکؑ مسر و ہوی

چہک رہے ہیں طیور سارے، طلوع صادق سحر ہوئی ہے
صدائے مرغانِ خوش نواسے ہر اک بشر کو خبر ہوئی ہے
ہر ایک جانب ہی تھے اندھیرے ہر ایک سمت ظلمتوں کے ڈیرے
چہار جانب ہوئے سویرے اندھیری شب کی سحر ہوئی ہے
عنادل خوش گلو جو چہکے تمام گل نکلتوں سے مہکے
صبا چمن میں جو آئی کہہ کے کہ اب فضا معتبر ہوئی ہے
چمن میں بادِ بہاری آئی تو مژدہ جانفزا بھی لائی
تجلی نورِ ازل کی چھائی غموں کی ہر شب بسر ہوئی ہے
کرم کی رب کے گھٹا جو چھائی تورحتوں کی پھوار لائی
ادھر ادھر ہی بہار آئی نگاہ ساقی جدھر ہوئی ہے
یہی کہا تھا کہ رب اکبر مجھے بھی میرا وصی عطا کر
بشکل حیدر قبولِ داور دعائے خیر البشر ہوئی ہے
کوئی دکھاوے مثال لا کر علیؑ کا کوئی ہوا ہے ہمسر!
ستارہ اترا کسی کے درپر کہیں بھی دیوار در ہوئی ہے
عجیب کعبہ کا ہے یہ منظر کھڑے ہیں دوشِ نبیؐ پہ حیدرؑ
یہ بولے اضنام کو گرا کر مہم بڑی آج سر ہوئی ہے
احد ہو خندق کہ بدر و خیبر کئے علیؑ نے یہ معرکے سر
وہ چاہے مرحب ہو یا ہو عنتر بتاؤ کس کی ظفر ہوئی ہے!
چلے جو ہجرت کو دیں کے رہبر تو سوئے بستر پہ ان کے حیدرؑ
عدو یہ سمجھے کہ ہیں پیہمیرؑ، علیؑ کی شب یوں بسر ہوئی ہے
قدم قدم مشکیں تھیں حائل نظر نہ آتا تھا مجھ کو ساحل
کیا جو نادِ علی کو شامل تو سخت منزل بھی سر ہوئی ہے

منقبت



کھ حسین ظہیرؑ

سب سے اعلیٰ سب سے افضل سب سے بہتر ہو گیا
جو گدائے کوچہ محبوب داور ہو گیا
ہمسر اوج فلک میرا مقدر ہو گیا
مدحتِ حیدر میں جب میں زیبِ منبر ہو گیا
اللہ اللہ احترامِ آمدِ شیر خدا
خانہ اللہ کی دیوار میں در ہو گیا
کلّہ اژدر جو چیرا ناز سے ماں نے کہا
آج سے میرے پسر کا نام حیدر ہو گیا
بت شکن کا خانہ کعبہ پہ یہ احسان ہے
وہ جو بت خانہ تھا اب اللہ کا گھر ہو گیا
ذوالعشیرہ، خیبر و خندق، احد، ہجرت کی شب
اک علیؑ کے دم سے ہر اک مرحلہ سر ہو گیا
منسلک جو بھی ہوا دامنِ اہلیت سے
کوئی میثم ہو گیا اور کوئی قبر ہو گیا
نور واحد، ایک سیرت، فرق کب ہے اے ظہیرؑ
کر لیا ذکرِ علیؑ، ذکرِ پیہمیرؑ ہو گیا

☆☆☆

نور مایکرو فلم سینٹر نئی دہلی کی پیشکش "ہمارے علی"

آنجنابی ڈاکٹر دھر میندر ناتھ کی پہلو دار شخصیت کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ وہ سچے عاشق اہلبیتؑ تھے۔ ڈاکٹر دھر میندر ناتھ نے رسولؐ و اہلبیتؑ کے عشق میں نہ صرف مدحیہ کلام تخلیق کئے بلکہ انہوں نے اہم کتابیں بھی تحریر کی ہیں۔ ہمارے رسولؐ، عقیدتوں کی کہکشاں، انوار عقیدت، عزاداری حضرت امام حسینؑ ایک آفاقی تحریک جیسی اہم تحقیقی کتابیں ڈاکٹر دھر میندر ناتھ کی حیات میں ہی شائع ہو گئی تھیں۔ ۲۰۱۶ء میں آپ کا انتقال ہوا تو وہ اپنی کتاب "ہمارے علیؑ" پر تحقیقی کام کر رہے تھے۔

ڈاکٹر دھر میندر ناتھ کی اس اہم اور تحقیقی کتاب کو نور مایکرو فلم سینٹر نئی دہلی کے ڈائریکٹر "ڈاکٹر مہدی خواجہ پیری" نے ۲۰۲۰ء میں شائع کیا۔ زیر تبصرہ کتاب گیارہ ابواب پر مشتمل ہے جس میں حضرت علیؑ کی حیات و سیرت، فضائل امام علیؑ، قرآن پاک میں ذکر علیؑ جیسے موضوعات کے علاوہ عربی فارسی اور اردو زبان کے شعراء کے حضرت علیؑ پر منقبتی کلام مع احوال شعراء شائع کئے گئے ہیں جن میں غیر مسلم شعراء بھی شامل ہیں۔ ۵۰۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب محققین کے لئے ایک دستاویزی منبع کا درجہ رکھتی ہے امید ہے علمی و ادبی حلقوں میں اس کتاب کی خاطر خواہ پذیرائی ہوگی۔

"یہ اہم کتاب نور مایکرو فلم سینٹر ایران گلپور ہاؤس نئی دہلی سے حاصل کی جاسکتی ہے"

اللہ کرے زور و قلم اور زیادہ.....

برادر م علی ظہیر صاحب..... سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے مزاج گرامی عافیت سے ہوں گے۔

آپ کی زیر ادارت سہ ماہی مجلہ "پیام علم و دانش" کا خصوصی شمارہ "محرم نمبر" نظر نواز ہوا۔ امید ہے آپ کی کاوشیں ضرور بروئے کار ہوں گی کیونکہ آپ صحافتی میدان سے وابستہ رہے ہیں، اردو صحافت آج کے دور میں ایک سنگلاخ زمین کی مانند ہے جس میں قارئین کی عدم دلچسپی بھی شامل ہے بہر نوع ہمت مرداں مدد خدا کے ساتھ مولا مشکل کشا حضرت علیؑ کا سایہ جب آپ کے ساتھ ہوگا تو انشاء اللہ ہر کامیابی قدم چومے گی۔ پہلا شمارہ شہید اعظم حضرت امام حسینؑ کی بابرکت ذات کے تئیں خراج عقیدت کے مختلف پھولوں سے آراستہ مضامین کو سجا کر جس معیار کے ساتھ جان نثار حسینؑ کے لئے مجلہ کی شکل میں شائع کئے وہ قابل تحسین ہے۔ سرورق دیدہ زیب اور مواد بھی معلوماتی ہے۔ بہتر ہو کہ ابھرتے ہوئے قلم کاروں کو زیادہ سے زیادہ موقع دیا جائے۔

باعث مسرت ہے کہ آئندہ شمارہ مولائے کائنات حضرت علیؑ علیہ السلام کے شایان شان شائع کرنے جارہے ہیں یوں بھی شیر خدا کی چودہ سو سالہ ولادت باسعادت کی مناسبت سے چار سو جشن منایا جا رہا ہے جس میں ہر مکتب فکر کو نہج البلاغہ کی روشنی میں آپؑ کی تعلیمات بالخصوص علم کی اہمیت و افادیت سے آگاہی دی جا رہی ہے جس سے صاحب ذوق حضرات نہج البلاغہ کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ علم و آگہی کی طرف رغبت حاصل کر سکیں۔ مناسب ہوگا آپ بھی نہج البلاغہ کے متعلق مضامین کو ضرور شامل کریں تاکہ قارئین مولانا علیؑ کے افکار و فرمودات سے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہو سکیں۔

نچترن پاک کے صدقہ میں آپ کی کامیابی، جنتو، جذبہ ولائے مولانا زور قلم کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوں۔

والسلام: خیر اندیش علی ذہین نقوی

(سابق اسٹنٹ کمشنر ایم سی ڈی)

سہ ماہی مجلہ "پیام علم و دانش" کے محرم نمبر ۱۴۴۱ھ پر تاثرات

عہد حاضر میں اردو زبان کی جہاں یہ بد قسمتی تصور کی جاتی ہے کہ اس کے پڑھنے اور سمجھنے والوں کی تعداد بتدریج کم ہوتی جا رہی ہے وہاں یہ بات بھی کسی حد تک اطمینان کا باعث ہے کہ اس خوبصورت اور ہر دل عزیز زبان کی ترویج و بقاء کا تحفظ کرنے والے ابھی کچھ ایسے باہمت نوجوان ہمارے درمیان موجود ہیں جو اپنے محدود وسائل کے باوجود اس مشن کی آبیاری اپنے خون سے کر رہے ہیں۔ ان میں برادر عزیز گرامی قدر جناب سید علی ظہیر نقوی امر و ہوی صاحب کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ گو کہ وہ قومی اخبارات و جرائد میں مسلسل شائع ہو رہی اپنی تخلیقات کے توسط سے اپنی محققانہ اور علمی صلاحیتوں کے جوہر دکھا رہے ہیں مگر انکی صحافتی اور ادارتی صلاحیتوں کا معیاری نمونہ سہ ماہی مجلہ "پیام علم و دانش" دہلی محرم ۱۴۴۱ھ جری نمبر "کی صورت میں دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

اس دور میں جہاں کسی اردو جریدہ کی اشاعت کا اہتمام کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے وہاں کسی مذہبی اور تحقیقی مجلہ کو اردو قارئین کی بصارتوں کی نظر کرنا ایک مشکل ترین مہم ہے۔ مدیر موصوف نے اس سہ ماہی مجلہ کی تزئین و تدوین میں ان تمام لوازم اور عناصر کا خیال رکھا ہے جن سے یہ مجلہ ایک نہایت معتبر تاریخی و ستادیز بن گیا ہے۔ اس مجلہ کی اس خصوصیت میں ہی اس کی خاص و عام میں مقبولیت کا راز بھی مضمر ہے۔ کیونکہ اس مجلہ کی اشاعت کی ابتداء محرم الحرام سے کی گئی ہے اور اسے عزاداری سید الشہداء سے منسوب کیا گیا ہے اس لئے اس میں شامل تمام تخلیقات و نگارشات قارئین کے لئے انکی روحانی تسکین کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ یہ مجلہ اردو کے ایک عام مجلہ سے اس لئے بھی منفرد نظر آتا ہے کیونکہ اس میں شامل مستند اہل قلم کی تمام نگارشات تاریخی اور تحقیقی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں جن سے ہر علم دوست اور اسلامیات کا محقق استفادہ کر سکتا ہے۔ مثلاً "ہندوستان میں عزاداری کے احیاء میں صوفیائے کرام کا حصہ" ایک نہایت تحقیقی و تاریخی مضمون ہے۔

ایک جانب اگر ان مضامین کو پڑھنے سے نوجوان قارئین پر مقصد عزاداری امام مظلوم علیہ السلام واضح ہوتا ہے تو دوسری جانب دنیا کے طول و عرض میں منعقد کی جا رہی عزاداری کی تفصیل مہیا کرائی گئی ہے۔ اس میں شامل مضامین سے بیرون ہند مثلاً "برطانیہ اور ایران میں منائی جانے والی عزاداری کے متعلق بھی بہت مفید معلومات فراہم کی گئی ہیں اور اندرون ملک مختلف علاقوں میں مقامی تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے منعقد کی جانے والی عزاداری کی مخصوص رسومات اور طریقوں کی تفصیل قارئین کی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں۔ مثلاً لکھنؤ، چھوٹے سادات اور پھنڈی سادات میں منعقد کی جانے والی عزاداری، تاریخ عزاداری کو مرتب کرنے والے مورخین کے لئے نادر تحفہ ہیں۔ اس شمارہ میں حصہ نظم پر بھی پوری توجہ دی گئی ہے اور عزاداری امام مظلوم سے متعلق تمام اصناف سخن کی نمائندگی کی گئی ہے۔ استاد شعراء کے تخلیق کردہ مرثیہ منقبت نوحہ اور سلام کے مرصع نمونے شامل کر کے احباب شعر و ادب کے شعری ذوق کی تسکین کا سامان بھی فراہم کیا گیا ہے۔

مجموعی طور سے اس مخصوص محرم نمبر میں عزاداری سید الشہداء سے متعلق کوئی گوشہ بھی تشنہ نہیں رکھا گیا ہے۔ ہماری بارگاہ رب العزت میں دعا ہے کہ وہ ادارہ علم و دانش کی اس بابرکت کوشش میں مزید ترقی عطا فرمائے اور انکی اس سعی بلیغ میں انکی مدد فرمائے اور وہ ہمیشہ اسی طرح قوم و ملت کی بے لوث خدمت انجام دیتے رہیں۔ آمین۔

احسنت الزمن

نقدیس نقوی (دہلی - یو اے ای)

بسمہ تعالیٰ

اعلان داخلہ

یتیم خانہ میں بچوں کی عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی بندوبست ہے۔ بچے انگلش میڈیم اسکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ شام کے وقت دینی تعلیم کے لئے مولانا کو رکھا ہوا ہے۔ بچوں کے رہنے کا معقول انتظام ہے جن کا خرچ ادارہ برداشت کرتا ہے۔ ادارہ کا مستقل ذریعہ آمدنی نہیں ہے۔ سب مومنین و مخیر حضرات پر منحصر ہے۔ رقوم شرعیہ سہم امام، سہم سادات، صدقہ، امام ضامن، زکات، فطرہ اور مرحومین کے ایصال ثواب کے ذریعہ ادارہ کی مدد فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

سراج کرام کے احباب اے ادارہ کے پاس موجود ہیں

شرائط داخلہ:

❖ بچہ کی عمر ۸ سال سے ۱۰ تک کے درمیان ہو

❖ اور وہ بچے رجوع کریں جو مستحق ہوں

فقط والسلام: ادارہ السرتضیٰ یتیم خانہ

۷۸۶
۱۱۰

زیر سرپرستی امام زمانہ

الْمُرْتَضَىٰ يَتِيمُ خَانَهُ

AL-MURTUZA (AS.) YATEEM KHANA

अल-मुरतज़ा अलै. यतीम ख़ाना

مولانا سید محمد رضا زیدی 8171431969

9756538645 مولانا سید محمد حیدر زیدی

Khirwa Jalalpur, Tehsil Sardhana, Distt. Meerut • کھروا جلال پور تحصیل سردھنہ ضلع میرٹھ

Banking Detail: SBI Kankareda Merrut – A/C No. 31933698254 - IFSC Code: SBIN0004441

تم نے ہی میرے مولا اپنال لئے گھر دونوں
کعبہ میں ولادت ہے مسجد میں شہادت ہے



امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت باسعادت مبارک
موقع پر مؤمنین کرام کی خدمت میں نیک خواہشات و مبارکباد عرض ہے۔
مہدی حسن نقوی (سکریٹری باریسوی ایشن گوتم بدھ نگر نیڈا) 9811461256

مُشکیں لباسِ کعبہ علیؑ کے قدم سے جان
نافِ زمیں ہے نہ کہ یہ نافِ غزال ہے
(مرزا غالب)



مولائے کائنات امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کی ولادت باسعادت
کے پر مسرت موقع پر عالم انسانیت کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔
سید غلام سجاد نقوی (ایگزیکٹو انجینئر دہلی جل بورڈ - قائد انجمن رضاکاران حسینی رجسٹرڈ امر وہہ)



وقتی کہ بہ کعبہ مرتضیٰ پیدا شد - در ارض و سما جلوہ نما پیدا شد
جبریل ز آسمان فرود آمد و گفت - در خانہ لم بلد، ولد پیدا شد

میں بارگاہ حضور خواجہ غریب نواز سے تمام اہل وطن کی خدمت میں جانشین رسول خدا امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی ولادت
باسعادت کے موقع پر اپنی دعاؤں و نیک خواہشات کے ساتھ ہدیہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی دعا گو ہوں کہ مولائے
کائنات حضرت علیؑ کے علمی انکشافات اور پیغام انسانیت سے عالم انسانیت مستفیض ہو۔
صاحب زادہ سید محمد چشتی (گدی نشین اول، محاسب منزل جانشین خاندان صاحب حضور خواجہ غریب نواز، اجمیر)
موبائل: 9829946824 - 9680027080



امام المتقین امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی
ولادت باسعادت کے مبارک موقع پر اہل وطن کی خدمت میں

پر خلوص مبارکباد عرض ہے



"والد گرامی جناب سید علی بن عمران ابن سید عمران حسن کے ایصال ثواب کے لئے سورہ فاتحہ کی درخواست ہے"
محمد بن علی ڈاکٹر لاڈلے، الحاج حسن بن علی، ڈاکٹر حسین بن علی، زید بن علی، باقر بن علی علقہ گذری امر وہہ یوپی



حیدریم قلندر مستم
بندہ مرتضیٰ علی ہستم

حق کے دلی فخر سرسلان امیر المؤمنین حضرت علیؑ کی ولادت
کے مبارک موقع پر اہل وطن کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

ڈاکٹر محمد علی لاڈلے (بانی انجمن صاحب الزمان عج او کھلا - دہلی) رابطہ: 9891254865

Garden superintendent, Horticulture Dept. (J.M.I. New Delhi)



a house of style & perfection

TENT & DECORATORS PVT. LTD.

Specialist in : Arrangement for Food Catering

S-14/7, Near Mustafa Masjid, Jogabai Extn., Batla House, Okhla, New Delhi-25

Nishi : 9313702094 Papan : 9810940128 Nisar : 9811266930 Office: 011-65121472

جامعہ سیدہ شیعہ گرس یتیم خانہ، پھندری سادات (امروہہ)

میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ایک ساتھ اس طرح ہوں گے جس طرح دو انگلیاں آپس میں ملی ہوتی ہیں (رسول اکرم)

اس حدیث کے پیش نظر اور انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے اس ادارے کا قیام عمل میں آیا ہے، جس میں بے سہارا یتیم بچیوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کے ساتھ ان کی شادی تک ساری ذمہ داریاں مطابق دین و شریعت پوری ہونگی، تمام دیندار خیر خواہ تین حضرات سے گزارش ہے کہ اس یتیم خانہ میں تعاون فرما کر عند اللہ ماجور ہوں امداد کے طریقے: سہم امام سہم سادات، صدقہ، امام ضامن دیگر رقومات شرعیہ و عطیات وغیرہ سے تعاون کر خوشنودی امام زمانہ حاصل فرمائیں۔

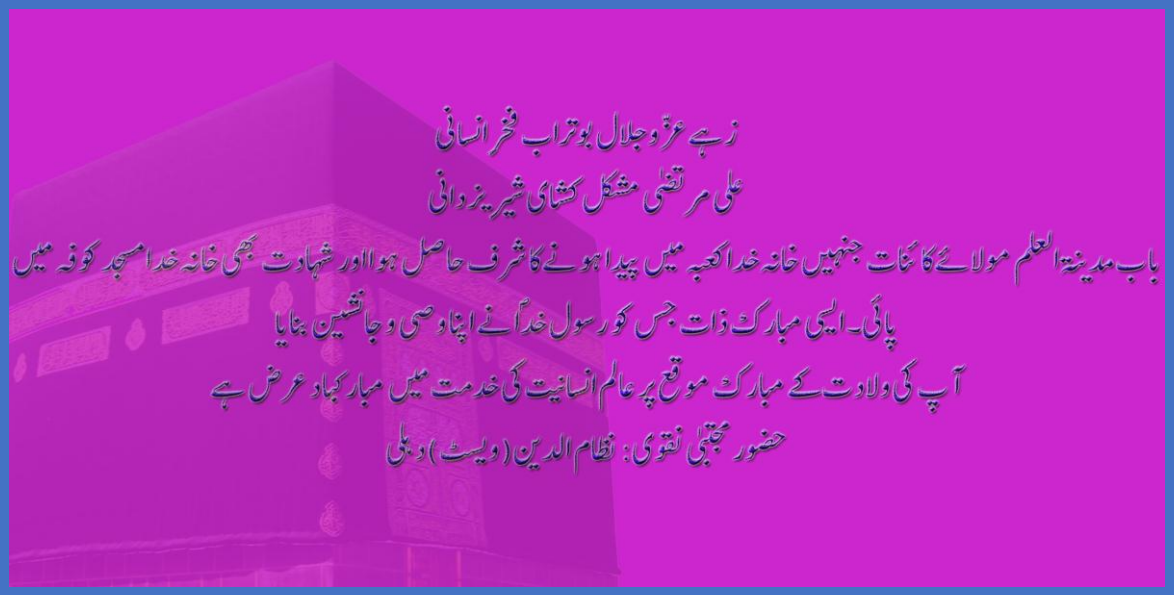
بانی و سکریٹری: مولانا اسرار حیدر مرتضوی قمی موبائل 7351151694

کنبرا بینک برانچ، چاند پور (بجنور) یو پی، انڈیا 2157101070281 IFSC: CNRB0002157,

نوٹ: ہر چھوٹی بڑی رقم بصد شکر یہ قبول کی جاتی ہے، چیک یا ڈرافٹ پر صرف (جامعہ سیدہ گرس یتیم ویلفیئر سوسائٹی) لکھیں

Jamia Syeda Girls Yateem Welfare Society

Phanderi Sadat-244231 (Amroha) U.P. India



فرازِ دار سے میثم بیان دیتے ہیں رہے گا ذکرِ علی ہم زبان دیتے ہیں



امیر المؤمنین امامِ متقین غالب کلّ غالب حضرت علی ابن ابیطالبؑ کی ولادت باسعادت کے پر مسرت موقع پر اہل وطن کی
 خدمت میں میری جانب سے دلی مبارکباد پیش ہے
 سید حسین ظہیر نقوی (مقیم حال قطر)



آوازِ علیؑ پردہٴ اسریٰ سے نہ کیوں آئے
 محبوب کو مرغوب ہے کب کوئی صدا اور

امامِ المتقین امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
 کی ولادت کے موقع پر ہم عالم بشریت کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

Javed Mahdi Zaidi : Aliya Air Travels P Ltd
 R-1 second floor Parasnath Plaza Sector 27 Noida
 +91-120-4017400 - +91-9810039934 - +91-9910707270
 Delhi Office number +91-11-23232900



غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مصرف حق ہوں بندگی بوتراہ میں
حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولادت پر
پر خلوص مبارکباد عرض ہے

مرزا اسمان بیگ (اُمرہ ضلع شاہجہانپور، یوپی) فون: 8285597045



آواز علیؑ پردہ اسریٰ سے نہ کیوں آئے
محبوب کو مرغوب ہے کب کوئی صدا اور

امام المتقین امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام
کی ولادت کے موقع پر ہم عالم بشریت کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

S. Zama Haider (Director)

Reliable Projects Services (RPS)

Zakir Nagar Okhla New Delhi Ph: 981888535 - 9990207781



غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بوتراہ میں

مولود کعبہ غالب کل غالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت
باسعادت کی مناسبت سے عالم اسلام کی خدمت میں پر خلوص مبارکباد۔

سید تقی رضا تقویٰ (B-2 پاکٹ 9-A جسولہ نئی دہلی) 9811143580

SABR – Young Amroha's inspiring initiative

”The parable of those who spend their property in the way of Allah is as the parable of a grain growing seven ears (with) a hundred grains in every ear; and Allah multiplies for whom He pleases; and Allah is Ample-Giving, Knowing.” Surah Baqarah (2), Ayat No 261

RasoolAllah (s.a.w.w) said: “One, who strives to fulfill a desire of his Muslim brother is like one who has spent nine thousand years, fasting during the days and worshipping during the nights”. He (s.a.w.w) has also said: “One who fulfils the desire of his brother Mu’min, would be as if he has worshipped God for his entire life”

All of us do, at some point in our lives, experience some type of hardship or pain that hurts us. It is, therefore, important to explore the importance of helping others from a humanitarian and Islamic context. Pertinently, a group of like-minded youngsters of Amroha, whose religious propensities goaded them to strive in the cause of Allah s.w.t and achieve a common goal of reaching help to the needy in their community, so that they could “cooperate in righteousness and piety (Surah Maida, Ayah 2)” and “have our reward from our Lord and have no fear nor grief (Surah Baqarah (2), Ayah 274)” sowed the seeds of righteousness and named it SABR. SABR, which stands for Society for Achieving Basic Reforms, was, with the help of Allah s.w.t and His Ahlulbayt (a.s), registered in December 2017 as a non-profit organisation (NGO) with the Government of India to help our community lead a better life. With an aim of upliftment of the Amroha community, the primary focus areas of SABR are education, employment, healthcare to the marginalized sections of the society, as a binding part of social and religious responsibility. Since then, SABR has trying to support people an individual scale, but we are inclined to believe that it is now the time to expand this scale and bring about a positive change in the larger group of people in Amroha. As its maiden initiative on a conspicuously larger scale, SABR had organized an exposure visit for Senior Secondary Students of I.M Inter College, Amroha, to the manufacturing facility of Indian savoury and confectionary major Haldiram’s at Noida on 29th November 2019 in close collaboration with the school authorities. SABR Team was inclined to believe that industrial visit provides students a practical perspective on the world of work and, hence, the visit primarily aimed at providing corporate exposure to the budding talent of Amroha in the field of food production at a renowned corporate like Haldiram’s. Piquantly, industrial realities are opened to the students through such industrial visits. Accordingly, the exposure trip helped them gain a first-hand on-site exposure to corporate environment and grasp basic concepts of manufacturing processes by helping them combine theoretical knowledge with industrial knowledge. A recent study has concluded that field trips to natural and industrial locations were a beneficial learning aid and a means of fostering students’ creativity and practices in practical education. The trip, therefore, accorded an opportunity to familiarise them with the corporate competitive world and the growing needs of the industry so that they can tune themselves academically as per growing contemporary needs. As expected, the students were keen and excited to see the manufacturing processes of Haldiram’s products at shop floor and flagged their queries to technical staff on various processes in the plant, which were beautifully addressed by the deployed staff. The students felt motivated to work for such corporates as a result of this exposure. SABR will continue taking long strides in these areas in close coordination with the society and will act as a catalyst for the holistic empowerment of our community. We are, therefore, calling upon the Sadaat of Amroha to come forward and let us know who we can we support with their education, with their medical expenses and with qualifying emergency situations. The details shall remain absolutely confidential. Kindly call/WhatsApp at 9818311450/9871644299 to register the details (name, father’s name, mohalla, purpose of aid). And those who wish to come forward and be a part of this positive change can register their funding interests at above mentioned numbers. Dua’go SABR Team



SUPER TENT & CATERERS

you dream we give the desire shape

S.A. Haider
Proprietor
9310555786

13/19, Ground Floor, Jogabai Extn., Jamia Nagar, New Delhi-25

Phone: **+91 9810500574, 9810500474**

email: supertent96@gmail.com

S. A. Haider

Naqvi Export

F- 12/1, Ground Floor, Back Side, Sir Syed Road,
Jogabai Extn., Jamia Nagar, Okhla, New Delhi-25

Phone: **+91 9310555786, 9810500574**

email: haider.naqvi78692@gmail.com

APPU TENT & DECORATORS PVT. LTD.



S.A. HAIDER
Director



F-12/1, Jogabai Extn., Sir Syed Road, Jamia Nagar, Near New Friends Colony,
New Delhi-110025 Tel: 011- 26987867 Fax : +91 26983371

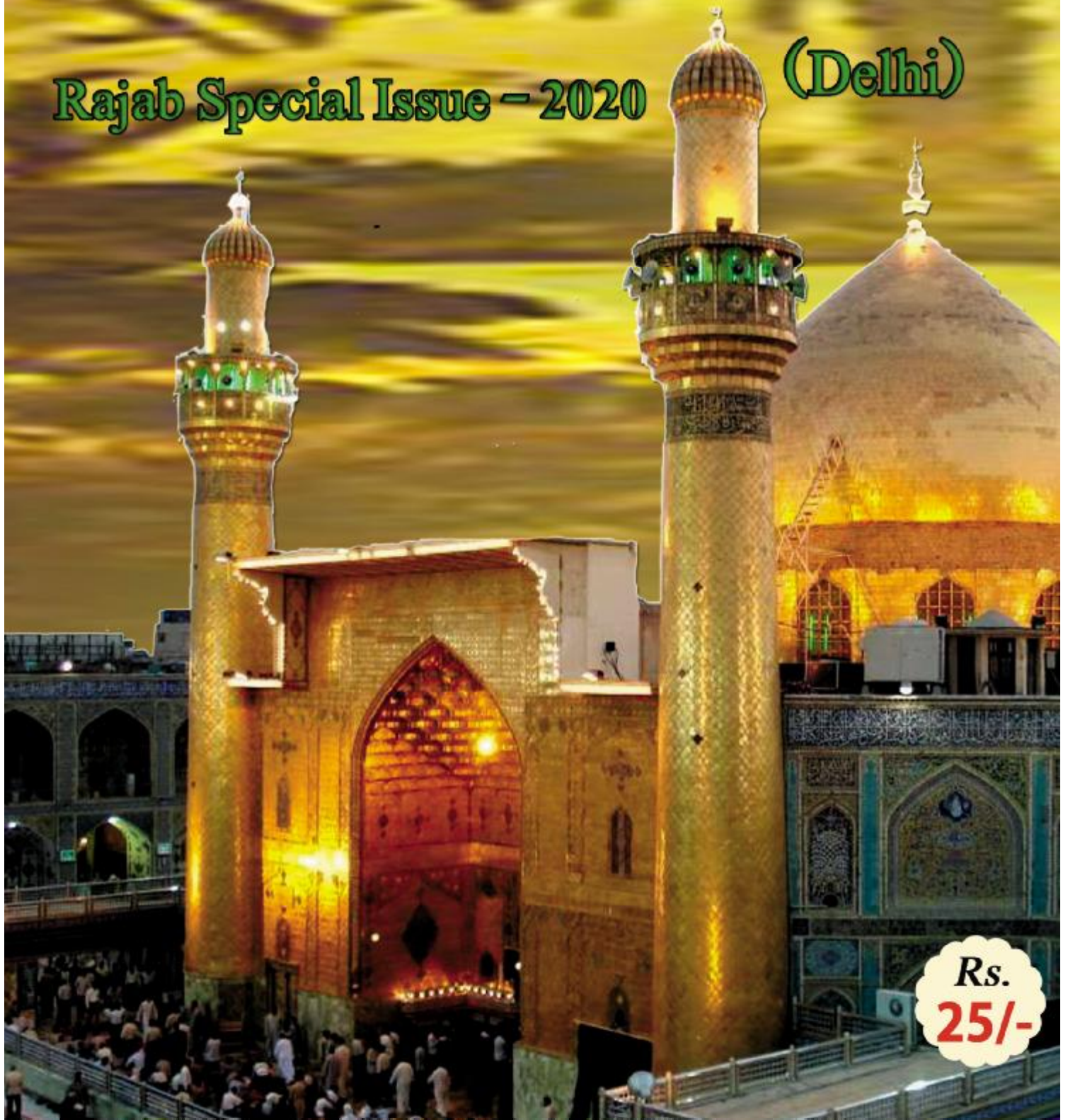
Mob: **+91 9310555786, 9810500574, 9810500474**

email: tent.appu@gmail.com www.apputenthouse.com

Quarterly Magazine

PAYAME ILM O DANISH

Rajab Special Issue - 2020 (Delhi)



Rs.
25/-